THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT
Wednesday, May 04, 2011
(70th Session)
Volume III, No.03
(Nos.1-09)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran ……………….........................	1
2.	Questions and Answers……..……………………………………	2-15
3.	Leave of Absence …………………………..........................	16
4.	Laying of Report ………………………………………………..	17
5.	Legislative Business National Defence University Bill, 2011………………………………. ……………………………	17-18
6.	Official Statement on Abbottabad Incident. …….......................	19-25
7.	Motion under Rule 194 Discussion on the Abbottabad Incident…………………………………………………………	26-49
8.	Points of Order i) Use of the Data from NADRA in Census…	50
	ii) Implementation Commission on 18th Amendment…………….	51-57

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume –III No.03 SP. III (03)/2011 130

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES
Wednesday, May 04, 2011

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty minutes past eleven in the morning with Mr. Acting Chairman (Mr. Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

الٓمّٓصٓ ﴿۱﴾ کِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْکَ فَلَا یَکُنْ فِیْ صَدْرِکَ حَرَجٌ مِّنْہُ لِتُنْذِرَ
بِہٖ وَ ذِکْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲﴾ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا
مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ﴿۳﴾

ترجمہ ۔ الف لام میم صاد (حقیقی معنی اللہ اور رسول (ﷺ) ہی بہتر جانتے ہیں)۔ (اے حبیبِ مکرم!) یہ کتاب ہے (جو) آپ کی طرف اتاری گئی ہے سو آپ کے سینۂ (انور) میں اس (کی تبلیغ پر کفار کے انکار و تکذیب کے خیال) سے کوئی تنگی نہ ہو (یہ تو اتاری ہی اس لئے گئی ہے) کہ آپ اس کے ذریعے (منکرین کو) ڈر سنا سکیں اور یہ مومنین کے لیے نصیحت (ہے)۔ (اے لوگو!) تم اس (قرآن) کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف اتارا گیا ہے اور اس کے غیروں میں سے (باطل حاکموں اور) دوستوں کے پیچھے مت چلو، تم بہت ہی کم نصیحت قبول کرتے ہو۔

(سورۃ الاعراف، آیات 1 تا 3)

Questions and Answers

Mr. Acting Chairman: We may now take up questions. Question No.9, Ilyas Bilour sahib.

9. ***Senator Ilyas Ahmed Bilour:** Will the Minister for Science and Technology be pleased to state:

(a) whether there is any proposal under consideration of the Government to develop and implement energy efficiency standards for all appliances / machinery through PSQCA, if so, its details; and

(b) whether it is a fact that PCSIR, Lahore has developed star rating for energy consumption, if so, its present status of implementation?

Mir Changaz Khan Jamali: (a) PSQCA has developed energy efficiency standards for the following appliances/ machinery which are implemented under mandatory certification scheme of PSQCA:—

(i) Compact fluorescent lamps (Energy Savers)
(ii) Induction motors
(iii) Geysers
(iv) Ovens

Energy efficiency of standards have also been framed for the following appliances under the voluntary certification scheme

(i) Washing Machines
(ii) Room Air−conditioners
(iii) Electric Iron

Standard for Refrigerator is under formulation.

(b) Natural Energy Conservation Centre (ENERCON) under Ministry of Environment is executing a UNDP/GEF funded project titled "Barrier Removal to the Cost Effective Development and

Implementation of Energy Efficiency Standards and Labeling" called BRESL Project.

PCSIR is only extending its technical support to ENERCON for development and implementation of energy efficiency standards including Star Rating on the basis of energy consumption of appliances.

Mr. Acting Chairman: Any supplementary?

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میرے اس سوال پر دو supplementary questions ہیں۔ میں نے ان سے سوال پوچھا تھا جس کے جواب میں انہوں نے بتایا ہے کہ یہ چار items ہیں، پھر نیچے بتایا ہے کہ تین items ہیں جن پر voluntarily انہوں نے یہ propose کیا ہے اور یہ کام کیا ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ UNDP اور GEF سے ان کو funding بھی ہورہی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ ابھی تک on ground اس کی کوئی خاص position نہیں ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

نمبر 2، انہوں نے کہا ہے کہ اس میں واشنگ مشین، ایئر کنڈیشنر اور الیکٹرک آئرن شامل ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنکھا جو کہ ایک basic چیز ہے، اس کے لیے انہوں نے rating کا کوئی standard متعین کیا ہے؟

انہوں نے PCSIR کے متعلق کہا ہے کہ وہ star کر رہے ہیں۔ وہ star میں help نہیں کررہے، انہوں نے star کو activate کیا ہے، مجھے جو اطلاع ملی ہے اس کے بارے میں Star-I, Star-II, Star-III اور Star-IV، کیا آپ نے اس کو adopt کیا ہے یا نہیں؟

جناب قائم مقام چیئرمین: جی چنگیز خان۔

میر چنگیز خان جمالی (وفاقی وزیر برائے سائنس و ٹیکنالوجی): چیئرمین صاحب! جیسا کہ انہوں نے پوچھا تو یہ دو مختلف سوال ہیں۔ ایک PSQCA کے بارے میں ہے، وہ different چیز ہے اور دوسرا سوال PCSIR کے بارے میں ہے۔ ہمارا ENERCON وزارتِ ماحولیات کے ساتھ یہ project چل رہا ہے۔ ہم ان کو technical assistance دیتے ہیں اور جو بھی support ہوتی ہے، ان کو فراہم کرتے ہیں۔

جہاں تک رہا rating کا مسئلہ، rating کے معاملے میں تو Government زیادہ interference نہیں کرتی۔ یہ buyer اور seller کے درمیان ایک بہتر چیز ہے۔ یہ star rating جتنی بھی ہو گی اس میں product کی efficiency بہتر ہو گی اور بجلی کی consumption کم آئے گی۔ یہ چیزیں اس rating کے مطابق ہی ہوتی ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب! میں honourable Minister sahib سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر Government intervene نہیں کرتی تو پھر یہ بہت بڑی زیادتی اور غلطی ہے۔ ملک میں اس وقت بجلی کی بہت shortage ہے، اس کمی کو cover کرنے کے لیے rating متعین کرنا اور Government کا intervene کرنا بہت ضروری ہے۔ آپ دوسرے ملکوں میں جائیں، آپ اپنے ہمسایہ انڈیا کو دیکھیں جس کو ہم دن رات گالیاں دیتے ہیں کہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے، ان کے پاس جائیں تو ان کی rating موجود ہے اور rating بھی اس طرح کہ industry پر compulsory کی ہوئی ہے کہ آپ نے فلاں مشینری اس طریقے سے بنانی ہے، فلاں موٹر اس طریقے سے بنانی ہے، پنکھا اس طریقے سے بنانا ہے۔ ابھی اگر آپ صرف پنکھے میں copper 99% اور silicon paper لگادیں، صرف یہ دو چیزیں کردیں تو پنکھے کی cost چار سو روپے زیادہ ہو گی لیکن اس سے saving آپ کو پچیس سال تک ہوتی رہے گی یعنی وہ ساری عمر آپ کو saving دیتا رہے گا۔ اگر آپ electricity کی saving نہیں کرتے تو پھر بات نہیں بنے گی۔ میں کل بھی یہی بات کرچکا ہوں کہ جاپان نے پچھلے پندرہ سالوں کے دوران کوئی نئی بجلی پیدا نہیں کی، انہوں نے انڈسٹری لگائی ہے لیکن انہوں نے اپنی conservation کی ہے۔ ہماری Government اتنے عرصے سے conservation کے پیچھے پڑی ہوئی ہے تو کیوں نہیں conservation کرتی اور اس کو compulsory کیوں نہیں کرتی؟ حکومت انڈسٹری کے اوپر زور ڈالے کہ آپ الیکٹرک موٹر، فین، واشنگ مشین وغیرہ کو اس طریقے سے بنائیں۔ حکومت ایسا کیوں نہیں کرتی؟ کیا حکومت کے پاس وسائل نہیں ہیں یا صرف یہ دفتر کھلے ہوئے ہیں اور یہ ادارے PSQCA وغیرہ اربوں روپے کھا رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ صرف لکھ کر بھیج دیتے ہیں کہ آپ یہ کریں۔ یہ بات تو غلط ہے۔ ان کو تو effective کام کرنا چاہیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی چنگیز خان۔

میر چنگیز خان جمالی: جناب! یہ دو مختلف چیزیں ہیں۔ PSQCA ایک ادارہ ہے جو standard and quality control کا کام کرتا ہے۔ دوسرا سوال جو انہوں نے کیا ہے وہ متعلق ہے ہمارے اس project کے جو ENERCON کے ساتھ چل رہا ہے۔

جہاں تک fans کی بات ہے، ابھی latest technology آگئی ہے، اس کے لیے standards maintain ہو رہے ہیں۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہوں گا کہ پچھلے دنوں اپنی منسٹری کی طرف سے لاہور میں ایک سیمینار میں یہ سب چیز وہاں دیکھ کر آیا ہوں۔ پنکھوں میں بالکل changes آگئی ہیں اور جو بھی quality control یا standard سے متعلق چیزیں ہیں، وہ لوگ اس کو maintain کر رہے ہیں۔ وہاں fan industry کے لوگ موجود تھے اور 30 ممالک کو ہم fan export کر رہے ہیں۔ اس میں یہ دو چیزیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں کہ ایک اس کو efficient بنایا جائے اور دوسرا اس میں بجلی کا خرچ کم ہو۔ یہ technology بالکل آئی ہے اور ہماری organizations اس کے standards کو maintain کرنے کے لیے بالکل انڈسٹری کے ساتھ ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی رازق خان صاحب۔

سینیٹر عبدالرازق: شکریہ جنابِ چیئرمین۔ اس وقت پاکستان میں energy crisis ہے اور بارہ بارہ، چودہ چودہ گھنٹوں کی لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے۔ میرا معزز وزیر صاحب سے سوال یہ ہے کہ ہمارے ملک میں جو بلب بن رہے ہیں کیا ان کو energy savers میں convert کرنے کی کوئی scheme ہے؟ اب تو energy savers سے آگے LED technology آگئی ہے، تو کیا LED technology پر یہ کوئی تحقیق کر رہے ہیں؟ کیا یہ اس سلسلے میں کچھ مراعات دے رہے ہیں؟ آیا یہ لوگ بلب بنانے پر پابندی لگائیں گے یا نہیں؟

جناب قائم مقام چیئرمین: جی چنگیز خان۔

میر چنگیز خان جمالی: جناب! بلب وغیرہ پر پابندی ہم نہیں لگائیں گے بلکہ یہ جو نئی technology آرہی ہے، ہم اس کو ضرور welcome کرتے ہیں اور یہ جتنی جلدی آئے گی، ہمارے ملک کے energy crisis میں اسی طرح کمی آئے گی۔ میں آپ کو ایک example دے سکتا ہوں، اسلام آباد کی street lights اگر LED system پر آجائیں تو میں سمجھتا ہوں دو سو سے تین سو

میگاواٹ کا فرق آسکتا ہے۔ پہلے energy saver آیا، ابھی ایک اور ٹیکنالوجی LED کی آگئی ہے۔ جتنی جلدی ہم ان چیزوں پر shift ہوں گے، اتنی ہی ہمارے ملک میں بہتری آسکتی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بلور صاحب! اخپل بندوبست، جب بل زیادہ آئے گا تو خود ہی ٹھیک ہوجائیں گے، ہم اسی چیز پر believe کرتے ہیں۔ جی چٹھہ صاحب۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب چیئرمین! میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ بجلی کی production and consumption میں بہت زیادہ فرق ہے۔ حکومت بجائے اس فرق کو مٹانے کے لیے production کی طرف توجہ دے بلکہ جو کچھ پیداوار حاصل ہو رہی ہے یہ اس کی saving کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ میں نے یہ سنا تھا کہ بلب کی جگہ پر energy saver bulb دیے جائیں گے چونکہ وہ energy saver bulb market میں بہت مہنگے ملتے ہیں اور حکومت نے منصوبہ بنایا تھا کہ ایک مرتبہ عوام میں وہ energy saver bulbs مفت تقسیم کر دیے جائیں تاکہ بجلی کی بچت ہو سکے۔ آیا اس منصوبے پر عمل ہو رہا ہے کہ نہیں؟

جناب قائم مقام چیئرمین: میرے خیال میں راجہ پرویز اشرف نے کہا تھا کہ ہم اتنے energy saver bulbs market میں پھیلادیں گے۔ آپ بھی اسی کے متعلق سوال کریں گے؟

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: میرے خیال میں وہ پہنچے نہیں ہیں، ابھی بن رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! ایک بھی تقسیم نہیں ہوا ہے۔اس وقت پاکستان میں صرف ایک کارخانہ ہے جو energy saver bulb بناتا ہے لیکن اس کو کوئی سہولت نہیں ہے۔ Imported zero rated ہیں، کوئی sales tax نہیں ہے، اس کارخانے کو بھی یہی سہولت ہے، جب باہر سے یہ بلب آئیں گے تو پھر یہاں پر industry کیسے develop ہو گی؟ کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ energy saver bulbs میں جو local industry ہے، آپ اس کو کیا attraction دے رہے ہیں تاکہ لوگ اس industry کی طرف آئیں؟ باہر سے import کرنے والوں کو بھی وہی سہولتیں دے رہے ہیں تو پھر کوئی آدمی اس industry کی طرف کیوں آئے گا؟

جناب قائم مقام چیئرمین: سیمیں صدیقی صاحبہ! آپ سوال کرلیں پھر میں Standing Committee on Science & Technology کو بھی involve کرتا ہوں۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: جناب چیئرمین! میرا وزیر صاحب سے سوال یہ ہے کہ آج کل solar energy کا بہت چرچا ہو رہا ہے، اس کے panels بہت مہنگے آتے ہیں اور وہ affordable نہیں ہیں۔ کیا PCSIR اس میں کوئی research یا کوئی ایسا کام کر رہی ہے کہ اس کی cost cut کی جاسکے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ دونوں سوالوں کو club کرلیں۔ کیا آپ لوگوں کے پاس research کے لیے funds بھی ہیں یا صرف افسروں کی تنخواہوں کے لیے پیسے ہوتے ہیں کیونکہ اس ملک میں کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ آپ اس پر بھی بات کرلیں کیونکہ میرے ذہن میں یہ بات آرہی ہے کہ میں Standing Committee on Science & Technology کو activate کروں۔ چنگیز صاحب! کیا آپ کا کوئی plan ہے کہ آپ ایسے اداروں کو boost up کریں؟ ہم رخسانہ زبیری صاحبہ کو تو دیکھتے ہیں کہ Pakistan Engineering Council والے تو بھاگ دوڑ کر رہے ہیں لیکن وہ solo flight ہے۔ Senator Nawabzada Muhammad Akbar Magsi Chairman Standing Committee on Science & Technology ہیں، آپ ان معاملات پر ایک joint meeting بلالیں، ساری چیزوں پر focus کریں اور سفارشات مرتب کریں تاکہ ہم اگلے اجلاس میں ان کو یہاں لے آئیں۔ ہم کوئی صلاح دیں، قومی اسمبلی والے دوست بھی ہماری صلاح کو سنیں کیونکہ سینیٹ کے بارے میں ان کے remarks کچھ اور ہی ہوتے ہیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! آپ دیکھیں کہ اس وقت کوئی وزیر نہیں ہے، صرف ایک وزیر بیٹھا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ وزیر اس لیے آگیا ہے کہ وہ ''گرو'' نہیں ہے، اگر وہ پرانا ''گرو'' ہوتا تو وہ بھی absent ہوتا۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! آگے وزارت صحت کے سوالات ہیں اور کوئی بھی وزیر نہیں ہے۔ اگر وزیر نہیں ہے تو یہ ایوان کیسے چلے گا؟

جناب قائم مقام چیئرمین: اسی لیے میں اگلا سوال بھی Ministry of Science & Technology کا لے رہا ہوں، پھر انتظار کرتا ہوں کہ صحت کے وزیر صحت مند ہو کر ایوان میں آ جائیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! میرے خیال میں ان کی صحت خراب ہے اور وہ نہیں آئیں گے۔ آپ مہربانی کر کے اسے postpone کر دیں۔ جناب والا! اس صورت حال میں پتا نہیں حکومت سینیٹ کے ساتھ کیا کر رہی ہے؟ وزیروں کی فوج پھر بھرتی کر لی ہے اور ایک بھی وزیر نہیں ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! آپ اس کا سختی سے notice لیں ورنہ ہم walk out کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی آپ بیٹھیں، میں اس کا کچھ کرتا ہوں۔ پروفیسر خورشید صاحب! Ministry of Science and Technology کا ایک اور سوال ہے اس کو لے لیتے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! وہ آپ کریں لیکن سوال یہ ہے کہ ہم تین دن سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ ایبٹ آباد میں جو operation ہوا ہے، حکومت آ کر explain کرے۔ Question Hour ہے، ایک بھی وزیر اس وقت موجود نہیں ہے۔ اگر اس ایوان کو اسی طرح چلانا ہے تو ہم walk out کریں گے اور ایوان کو نہیں چلنے دیں گے۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ یہ حکومت کا failure ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میرے خیال میں وہ گانا گاتے پھر رہے ہیں کہ 'کوئی دوست دوست نہ رہا، کوئی پیار پیار نہ رہا' اور آج کل ایک اور گانا چل رہا ہے کہ 'جائیں تو جائیں کہاں' اگلا مصرع خود مکمل کر لیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! حکومت کے اس absence of governance and irresponsibility کے خلاف اپوزیشن اور خود حکومت کے ممبران walk out کرتے ہیں۔

(اس موقع پر اپوزیشن اور کچھ حکومتی ارکان ایوان سے walk out کر گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ token walk out کر رہے ہیں یا پورا walk out کر رہے ہیں۔ Leader of the House Judicial Committee میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اخبارات بتا رہے ہیں کہ رضا ربانی صاحب کا استعفیٰ منظور ہوا ہے لیکن ان کو کہا گیا ہے کہ ابھی charge نہ چھوڑیں۔ ق لیگ والے ابھی normal ہو رہے ہیں، اُن کا ابھی نیا نیا notification ہوا ہے، اُن کے ابھی حواس درست ہو رہے ہیں۔ اُن پر بھی ایبٹ آباد کا اثر ہو گیا ہے، اُن کو بھی سانپ سونگھ گیا ہے۔ Leader of the House and Law Minister بھی اُدھر بیٹھے ہوئے ہیں اور وہاں پر so many things are happening at the same time. The House is adjourned till 12:00 noon

----

[The House was then adjourned to meet again at 12:00 noon the same day)

(وقفے کے بعد اجلاس 12 بجے جناب قائم مقام چیئرمین صاحب کی زیر صدارت دوبارہ شروع ہوا)

Mr. Acting Chairman: We defer the questions because of the absence of ministers, Madam Kalsoom Parveen.

Senator Kalsoom Perveen: The question about Sheikh Zayed Hospital is very important.
جناب، آپ کو معلوم ہوگا کہ اس کے لیے کمیٹی دو مرتبہ اپنی رپورٹ ہاؤس میں پیش کر چکی ہے مگر ابھی تک شیخ زید ہسپتال کے متعلق سفارشات پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ میرے ساتھ میرے تمام colleagues عبدالرازق صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، زاہد صاحب ہیں، سعیدہ بی بی ہیں۔ اس پر دو مرتبہ مکمل رپورٹ پیش ہو چکی ہے مگر بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے، ابھی ہم نے Prime Minister Sahib کو دوبارہ request بھیجی ہے کہ وہ ہم سے ایک ملاقات کر لیں۔ جتنے پیسے بتائے ہیں یہ تو پوری liabilities ہیں۔ یہ بل ہیں، transportation ہے، fuel ہے، تنخواہیں ہیں، اور تو کچھ نہیں ہے۔ شیخ زید ہسپتال آپ کے آٹھ districts کو catch کرتا ہے مگر اس کو فنڈ دینے میں ایسی

کونسی قباحت ہے جو اسے فنڈ نہیں دیا جارہا؟ جناب! یہ بڑا سوالیہ نشان ہے اور یہ بلوچستان کے آٹھ بلوچ districts کو catch کرتا ہے۔ یہ بات اپنے mind میں رکھیں کہ آپ نے اپنے صوبے میں واپس جانا ہے اور آپ لوگوں کے آگے جواب دہ ہیں۔ میں نے اپنی ذمہ داری as a committee chairperson پوری کی ہے مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میری کسی ایک سفارش پر بھی عمل نہیں ہوا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کمیٹی کی سفارشات کو Ministry of Health طریقے سے لیتی ہے۔ Secretary Health نے آج تک مجھے اس سلسلے میں response نہیں دیا۔ آج آپ اس Chair پر بیٹھے ہوئے ہیں، یہ آپ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ آپ اس سلسلے میں کوئی action لیں کیونکہ یہ ہسپتال میرا ہی نہیں، آپ کا ہی نہیں بلکہ پورے بلوچستان کا ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہو گی کہ ہمارے ہوتے ہوئے ہم اس کو ایک روپیہ فنڈ نہیں دلا سکے۔

Mr. Acting Chairman: I have that in my mind, what to do with it, yes Dr. Saeeda *Sahiba.*

سینیٹر سعیدہ اقبال: بات یہ ہے کہ health sector کے یہ projects mainly planning division کی وجہ سے رکے ہوئے ہیں۔ چاہے پختون خوا میں کوئی پراجیکٹ ہے یا شیخ زید ہسپتال والا معاملہ ہے جب بھی ہم اس پر بات کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ federation سے فنڈ نہیں آئے۔ اب federation سے فنڈ نہ آنا نہ کابینہ کی وجہ سے ہے اور نہ کسی اور وجہ سے ہے بلکہ یہ Planning Commission کی وجہ سے ہے۔ Planning Commission allocation کر دیتا ہے مگر deliver نہیں کرتا۔ ہم نے ان کو sub-committee and main committee میں بار بار کہا ہے مگر وہ اس بات پر عمل نہیں کرتے۔ جب تک آپ یا Prime Minister *Sahib* or Leader of the House اس معاملے کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیں گے اور اس پر کوئی فیصلہ نہیں ہو گا تو بہت نقصان ہو گا۔ devolution ہو جائے گا اور health میں کچھ بھی نہیں رہے گا اور پھر بلوچستان صوبہ بہت مشکل سے گزرے گا بلکہ دونوں صوبے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے، جی زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ جناب، جس طرح ہماری Chairperson نے بات کی ہے، Health Ministry Committee کو کچھ سمجھتی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Health Ministry devolve تو نہیں ہو رہی؟

سینیٹر سعیدہ اقبال: ہو رہی ہے شاید۔

سینیٹر محمد زاہد خان: لیکن جب یہ devolve ہو گی تو تب ہو گی اس وقت تک کچھ کام تو کر دے۔ یہ ایک کمیٹی کی بات نہیں ہے۔ آپ کی جتنی بھی functional committees ہیں ان کی کسی recommendation پر کوئی ministry action نہیں لیتی۔ یہاں تک کہ ہم کرپشن کو بھی پکڑ لیتے ہیں لیکن اس پر بھی کسی کو ہٹایا نہیں جاتا۔ ایف آئی اے کا head جب full committee میں پیش ہوا، وہ اتنا نااہل انسان ہے کہ اس کو یہ علم ہی نہیں تھا کہ میرا department چل کیسے رہا ہے۔ جب Health Secretary بیٹھے ہوئے تھے تو full committee نے کہا کہ اس کو فارغ کر دیا جائے اور دو دن کے اندر ہمیں رپورٹ دی جائے۔ جناب دو دن تو چھوڑ دیں مہینہ گزر گیا ہے اور وہ بندہ ادھر ہی بیٹھا ہے، وہی کام ہو رہا ہے۔ وہ لوگ اس کمیٹی کو تو کچھ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ جس طرح کوئٹہ کے ہسپتال کی بات ہے۔ ہم نے کئی بار meetings کی، کئی بار proposals دیں، مگر کسی بات کو نہیں مانا جاتا۔ میرے خیال میں پھر تو یہ کمیٹیاں ہی ختم کر دیں کیونکہ ان کا کچھ فائدہ نہیں۔ قوم کا پیسا خرچ ہوجاتا ہے۔ کمیٹی بیٹھ جاتی ہے، ہم لوگ کمیٹی میں بیٹھ جاتے ہیں مگر پھر لوگ عدالتوں کی طرف دیکھتے ہیں کہ شاید عدالتوں میں ان کے خلاف کوئی کرپشن ہو رہی ہے۔ آپ کی health ministry میں جتنی کرپشن ہو رہی ہے میرے خیال میں اتنی اور کسی جگہ کرپشن نہیں ہے۔ گیارہ کے گیارہ نیشنل پروگراموں میں یہاں purchasing ہوتی ہے اور ایک ایک پراجیکٹ جو اربوں روپے کا ہے مگر صوبوں میں اربوں کھائے جاتے ہیں اور اس طرح یہ فنڈ ضائع ہو جاتے ہیں۔ وہاں پر ایک ذرے کا کوئی کام نہیں ہوتا۔ ہم نے ان سے سوال کیا کہ آپ ایف آئی اے والے جو suggest کر رہے ہیں، یہ بیماری تو بڑھتی جا رہی ہے، آپ لوگ کیا کر رہے ہیں مگر اس بندے کو سرے سے کچھ پتا ہی نہیں تھا۔ میرے خیال میں تو یہ بہتر ہے کہ یہ یہاں سے ختم ہو جائے اور شاید صوبوں میں اس پر کچھ کام ہو سکے مگر فیڈرل نے تو اس پر کچھ کام ہی نہیں کیا۔ سینیٹ کی کمیٹیاں جو اس ہاؤس کی کمیٹیاں ہیں ان کو یہاں کے federal secretaries پورے سینیٹ ہاؤس کو کچھ نہیں سمجھتے۔ جب تک کسی ایک secretary کے خلاف کوئی action نہیں لیا جائے گا تب تک رونا رہے گا۔ Media اور عوام کی طرف سے گالیاں ہمیں پڑتی ہیں، ہم سے سرداروں کو پڑتی ہیں لیکن ساری چوری، سارا گند

bureaucracy کے اندر ہے۔ وہ کام نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ کام کرنے کے بجائے کرپشن میں زیادہ involved ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ جی، میڈم سیمیں صدیقی آپ بات کریں پھر ہمارا Science and Technology کا سوال رہ گیا وہ لے کر باقی defer کریں گے۔ بے شک جون میں health ministry devolve ہو۔ اس وقت ventilator پر ہے لیکن ہم ایک مہینے میں کارروائی کریں گے۔

سینیٹر سمیں صدیقی: جناب ہر ministry جو devolve ہونے والی ہے اس کا یہی حال ہے کہ وہ committees کو seriously نہیں لیتے۔ Specially, Senate Standing Committees کو مگر National Assembly کی committees کو وہ seriously لیتے ہیں۔ ہماری کمیٹی کا یہ حال ہے کہ کلثوم صاحبہ یہاں پر بیٹھی ہوئی ہیں، ہم اتنے دنوں سے وزیراعظم صاحب سے time مانگ رہے ہیں۔ وہ آئے بھی اور دوبارہ چلے گئے لیکن سینیٹ کی اہمیت یہ ہے کہ انہوں نے وقت نہیں دیا بلکہ ان کا سٹاف بھی Senators کو منہ نہیں لگاتا۔ کیا یہ ہماری عزت ہے؟ میں اپنا احتجاج ریکارڈ کرانا چاہتی ہوں۔

Mr. Acting Chairman: Right, I am going to take it up. اسمٰعیل بلیدی صاحب آپ آجائیں سوال نمبر 14 پر، سومرو صاحب! پھر بعد میں کریں گے، یہ سرکاری کارروائی ختم کر کے میں پھر comments لیتا ہوں۔ بلیدی صاحب آپ health سے Science and Technology پر آجائیں minister available ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: health والے ادھر نہیں ہیں؟

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ ventilators کی تیاری میں ہیں۔ آپ 14 نمبر سوال پر آجائیں۔

14. ***Senator Dr. Muhammad Ismail Buledi:** Will the Minister for Science and Technology be pleased to state whether it is a fact that Pakistan Engineering Counsel does not recognize B. Tech Degree equivalent to Bachelor of Engineering, if so, its reasons?

Mir Changez Khan Jamali: 1. According to PEC Act 1978, the qualification B.Tech or B.T (Hons) is neither accredited nor included in the first Second Schedule of the Act, hence is not equivalent to Bachelor of Engineering.

2. PEC and HEC are of the considered view that the degree of B.Tech.(Hons) can't be declared of B.Sc. Engineering qualification, because:–

a. Both Engineering and Technology program are distinct in nature and have separate academic objectives, curriculum/scheme of study. Technology program are more inclined towards hands–on–practice, required in industry for O&M / applied nature of work, and the Engineering Programs innovation and competency to solve day–to–day practical problems/issues etc.

b. The definitions of the two streams are quite different as per national / international practices and hence can't be stated equivalent as per PEC Act. Further, internationally both streams are also registered in their own separate streams as 'Engineer' and 'Technologists'

Mr. Acting Chairman: Any supplementary?

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب میں نے بی ٹیک ڈگری کے بارے میں پوچھا تھا تو انہوں نے یہ کہا کہ یہ Engineering Council کی ڈگری میں شامل نہیں ہوتی۔ ہم نے کہا کہ اس کو اس میں شامل ہونا چاہیے تو انہوں نے جوب دیا ہے کہ قانون کے مطابق اس کو اس میں شامل کرنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ اب وزیر صاحب یہ کہتے ہیں کہ چونکہ یہ بڑی ڈگری ہے، اس سے محروم کر کے یہ کیا سزا دے رہے ہیں؟ اس بارے میں دوبارہ کوئی قانون سازی کریں تاکہ اس کو بھی Engineering Council کی ڈگری میں شامل کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئر مین: جی چنگیز صاحب، آپ اکیلے minister آج پھنسے ہوئے ہیں، health والے تو کھسک گئے۔

میر چنگیز خان جمالی: جی، معزز رکن نے یہ کہا ہے، یہ چیزیں 18th amendment میں آئی تھیں لیکن پھر پارلیمنٹ میں اس پر ابھی تک کوئی clear چیز نہیں آئی۔ پھر National Assembly کی Standing Committee نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ engineering is separate thing and technology is separate thing. اس کی الگ کونسل قائم کی جائے۔ اس کے لیے ہم نے ڈرافٹ تیار کرنا شروع کر دیا ہے۔ جیسے ہی وہ آئے گا تو انشاء اللہ ہم اس کو Cabinet میں لے جائیں گے اور پھر اس پارلیمنٹ میں آئے گا۔

جناب قائم مقام چیئر مین: آپ سینیٹ کی Standing Committee on Science and Technology کی بھی input لے لیں۔ یہ ضروری ہوگا کیونکہ ہم بھی حصہ ہیں۔ اٹھارھویں ترمیم کے بعد آپ کے وزراء نے ہمیں بھی جواب دینا ہوتا ہے۔ ہمیں مذاق میں کہتے رہتے ہیں کہ یہ سینیٹ کے بابے اور سینیٹ کی بابیاں، اس طرح نہ کہا کریں۔ اگر سینیٹ کسی دن بھڑ گیا تو یاد کریں گے۔ جی نیئر بخاری صاحب، آپ وزراء کی attendance پر کچھ کہنا چاہتے تھے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari (Leader of the House): Sir, it was unfortunate that the Minister for Health was not present in the House. He had already requested for deferring his questions, the reason was that he was not feeling well.

Mr. Acting Chairman: He is unwell.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari : He is unwell today. I do realize that the Minister should have been here but he requested that his questions should be deferred. So, it is requested that his questions should be deferred to the next rota day. I was busy in another committee that is why I was not in the House.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Questions relating the Health Ministry are deferred to the next rota day.

سینیٹر محمد زاہد خان: وزیر صحت کون ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مخدوم شہاب الدین صاحب ہیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: مخدوم صاحب ہیں یا وہ دوسرے ہیں جنہوں نے نیا حلف اٹھایا ہے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Anwar Ali Cheema is the Minister for Health.

جناب قائم مقام چیئرمین: چیمہ صاحب ابھی پہنچ جائیں گے۔ ان کا notification رات کو دیر سے ہوا ہے۔ آج ان کو ملے گا تو پھر وہ active ہوں گے۔ اگر notification وزیر صاحب کو نہ ملے تو اس کا designation actualize نہیں ہوتا۔

سینیٹر کلثوم پروین: جہاں تک شیخ زید ہسپتال کوئٹہ کو صوبائی حکومت کے حوالے کرنے کا سوال ہے اس کو آپ kindly take up کریں۔۔۔

Mr. Acting Chairman: Madam, I am going to take it up along with the Leader of the House, with the Prime Minister and the President who is also part of the Parliament.

سینیٹر کلثوم پروین: جناب والا! آپ ہماری کمیٹی کی ایک meeting رکھوا دیں، اتنا کر دیں ہم خود بات کر لیں گے۔ اس کی ذمہ داری آپ خود لے لیں اور ہماری ایک meeting رکھوا دیں کیونکہ جون میں اٹھارھویں ترمیم پر عملدرآمد ہو جائے گا تو اس وقت تک تو ہمیں اس ہسپتال کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا جب تک ہمارے پاس funding نہ ہو۔ ہم اس کو صوبے میں لے کر کیا کریں گے۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے جتنا جلدی ہو سکے آپ اس کو take up کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب والا! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے، اس کو آپ خود take up کریں۔

Mr. Acting Chairman: I am in agreement with you honourable Members.

سینیٹر محمد زاہد خان : جناب والا! وزیر صحت بیمار ہیں ،اللہ انہیں صحت دے۔ کیا وزارت صحت کے کچھ لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، اس وزارت کا کوئی بندہ ہے کہ جو باتیں ہم کہہ رہے ہیں وہ ان کو نوٹ کرے اور اپنے محکمے میں discuss کرے کہ سینیٹ میں یہ بات ہوئی ہے، یہ ہماری favour میں ہے اور یہ خلاف ہے۔ اس وزارت کے کوئی بندے یہاں بیٹھے ہیں یا نہیں ؟

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ توقائد ایوان کی اخلاقی ذمہ داری بنتی ہے۔ قائد ایوان بھی یہ چیزیں سنبھال سنبھال کر تھک گئے ہیں ، ان کے کندھے لٹک گئے ہیں۔ اب ہم رخصت کی درخواستیں لیتے ہیں۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب قائم مقام چیئرمین : جناب وسیم سجاد بعض مصروفیات کے باعث مورخہ دو اور تین مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیاآپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب گل محمد لاٹ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پردو اور تین مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیاآپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: بیگم نجمہ حمید صاحبہ نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۲ سے ٦ مئی کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیاآپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ عافیہ ضیا صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۳ مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیاآپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: حافظ رشید احمد ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۲ اور ۳ مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: تھوڑی سی legal کارروائی کر کے پھر اپنے معاملات پر آئیں گے۔

Bokhari Sahib, Kindly move item No.3.

Laying of Report

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari : Sir, I beg to lay before the Senate the Second Quarterly Report for the year 2010-2011 of the Central Board of Directors of State Bank of Pakistan on the state of Pakistan's Economy, as required under Section 9A (f) of the State Bank of Pakistan Act, 1956.

Mr. Acting Chairman: The Report stands laid. Ch. Ahmed Mukhtar to move item No.4.

Legislative Business

National Defence University Bill, 2011

Chaudhry Ahmed Mukhtar: I beg to move that the Bill to provide for the establishment of the National Defence University at Islamabad [The National Defence University Bill, 2011], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Acting Chairman: It has been moved that the Bill to provide for the establishment of National Defence University at Islamabad [The National Defence University Bill, 2011], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once. Is it opposed?

Voices: Not opposed.

Mr. Acting Chairman: It has been moved that the Bill to provide for the establishment of the National Defence University at Islamabad [The National Defence University Bill, 2011], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

(The motion was carried.)

Mr. Acting Chairman: The motion is adopted. We may now take up the second reading of the Bill. There is no amendment in Clauses 2 to 44, therefore, I put the Clauses together as one question before the House that Clauses 2 to 44 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The motion is adopted. Clauses 2 to 44 stand part of the Bill. We may now take up Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill. The question before the House is that the Clause 1, the Preamble and the Title do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The motion is adopted. Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill stand part of the Bill. Item No. 5. Ch. Ahmed Mukhtar.

Chaudhry Ahmed Mukhtar: Sir, I beg to move that the Bill to provide for the establishment of the National Defence University at Islamabad [The National Defence University Bill, 2011], be passed.

Mr. Acting Chairman: It has been moved that the bill to provide for the establishment of the National Defence University at Islamabad [The National Defence University Bill, 2011], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The motion is adopted and the Bill stands passed.

(clapping)

Official Statement on Abbottabad Incident

Mr. Acting Chairman: Now, Madam Firdous Ashiq Awan is going to clarify the position on the incident which took place in Abbotabad on behalf of the Government of Pakistan.

ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان (وزیر اطلاعات و نشریات): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین و معزز اراکین۔ جناب والا! میں اپنی پارلیمنٹ کے ان معزز اراکین کو ۲ مئی ۲۰۱۱ کو ایبٹ آباد اور اس کے مضافات میں امریکی فورسز کے operation میں اسامہ بن لادن کے مارے جانے کے حوالے سے حکومتی موقف سے اس ایوان کو آگاہ کرنا چاہتی ہوں اور اعتماد میں لینا چاہتی ہوں۔ اس حوالے سے حکومتی موقف ۲ اور ۳ مئی کی فارن آفس کی policy statement کے ذریعے سامنے آچکا ہے۔ میرے بہت سے معزز اراکین نے اس بیان کو پڑھ لیا ہوگا لیکن اس کے باوجود میں چاہوں گی کہ علیحدہ علیحدہ ان نکات پر اس ایوان کو update کروں اور اعتماد میں لوں۔ جیسا کہ میرے معزز اراکین کو علم ہے کہ انسداد دہشت گردی ہم سب کی ایک قومی ترجیح ہے۔ پاکستان دنیا کے کسی بھی ملک کے مقابلے میں تشدد کے ان واقعات کا سب سے بڑا victim ہے جن میں خواتین، معصوم بچے اور معصوم شہری سب سے زیادہ victimize ہوئے اور پرتشدد کارروائیوں کا نشانہ بنے۔ جناب والا! 9/11 کے واقعہ کے بعد تیس ہزار سے زائد ہمارے پاکستان کی law enforcement agencies کے لوگ ،عام شہری، civilians غرض کہ ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد لقمہ اجل بنے اور یہ حملے نہ صرف کسی ایک شہر تک محدود رہے بلکہ ان کا دائرہ کار ہر قصبے مختلف مارکیٹس، مساجد، مزاروں اور عوامی مقامات تک بڑھا۔ سب سے زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ ایسے حملے کے ذمہ داروں نے یہ ظاہر کیا کہ وہ یہ کام اسلام کے نام پر کر رہے ہیں۔ اس عظیم مذہب کو ڈھال بنا کر پاکستان کے معصوم عوام اور مذہب کا استحصال کیا گیا۔ اسلام کی اس سے بڑی اور کوئی مخالف نہیں ہو سکتی۔ ہمارے عوام نے اس دہشت گردی کی سب سے بڑی قیمت ادا کی اور اس کے بدلے میں ہماری معیشت کو جن مسائل اور

مشکلات کا سامنا کرنا پڑا یہ حقیقت بھی میرے معزز اراکین پر عیاں ہے۔ دہشت گردی کو شکست دینے کے لیے ہم سب کا قومی اتفاق رائے موجود ہے۔ ہمارے قانون نافذ کرنے والے ادارے، قومی سلامتی کے ادارے، مسلح افواج اس چیلنج کو موثر انداز اور کامیابی سے handle کر رہی ہیں۔ اس لعنت کا مقابلہ کرنے کے لیے مسلح افواج اور سیکورٹی اداروں کے پانچ ہزار سے زائد نوجوان اور افسران نے جام شہادت نوش کیا۔

جناب والا! ایک طرف دہشت گردی کے خلاف جدوجہد ہماری قومی ترجیح ہے اور دوسری طرف علاقائی اور عالمی سطح پر یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ ہم دہشت گردی کے خاتمے اور اس کو شکست دینے کے لیے متعدد ممالک سے تعاون جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہمارے تعاون کے دائرہ کار کا ٹھوس جواز پیدا کرتے ہوئے اور زیادہ وسیع مدت تک لے جانے کے لیے ہم پاکستان کو سب سے بڑے stakeholder کے طور پر دیکھ رہے ہیں۔ سب سے زیادہ قربانیاں، سب سے زیادہ مشکلات اور مسائل پاکستانی عوام نے جھیلے ہیں۔ اس قسم کے حالات میں پاکستان اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا کہ اس کے اس تعاون کو کوئی اس انداز میں یا اس سے کوئی ایسا مفہوم اخذ کر لیا جائے کہ پاکستان کی خودمختاری اور قومی سلامتی پر کوئی سمجھوتہ ہو سکتا ہے۔ یہ بات تمام متعلقہ حلقوں پر واضح کر دی گئی ہے کہ پاکستان کی خودمختاری اور قومی سلامتی کا تحفظ بلاشبہ مقدس فرائض میں سب سے بڑا فریضہ ہے۔ ان فرائض کی ادائیگی اور ان ریاستی اداروں اور سب سے بڑھ کر پاکستان کے محب وطن عوام کے لیے یہ محترم ہے کہ وہ دہشت گردی کے خلاف عالمی مہم کو جاری رکھیں اور ہر سطح پر کثیر الجہتی چیلنجز کا سامنا کرتے ہوئے اس میں قانونی اور اخلاق نکات کو پیش نظر رکھتے ہوئے پورے عزم کے ساتھ ہم سب اس پر توجہ دیں۔

جناب والا! پاکستان نے اس دہشت گردی کی جنگ کو شکست دینے کے لیے پرعزم اور واضح انداز میں پالیسیاں ترتیب دی ہیں۔ حکومت عوام کی مدد سے تمام سیاسی جماعتوں اور اس پارلیمنٹ کی طاقت سے ان پالیسیوں پر عمل پیرا ہے۔ اس پر ہمیں کسی سے کریڈٹ لینے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ پاکستان ایک بردبار ملک ہے۔ ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ ہمارے قومی ادارے، پاکستان کے قومی مفاد کے حوالے سے درپیش تمام چیلنجوں سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

جناب والا! اسامہ بن لادن جن کے حوالے سے آج ہم بات کر رہے ہیں وہ اب تاریخ کا حصہ بن چکا ہے لیکن ہمیں یاد رکھنا ہے کہ اسامہ بن لادن کیا تھا، وہ کس کی علامت تھا اور یہ بھی تاریخ کا حصہ

ہے کہ اسامہ بن لادن کے ہاتھوں جن بے گناہ انسانوں کا قتل ہوا تاریخ کے اوراق میں ان لوگوں کا خون تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ القاعدہ یقیناً پاکستان میں نہیں بنی، نہ ہی ہم نے القاعدہ یا اسامہ بن لادن کو پاکستان آنے کی دعوت دی۔ 9/11 کے بعد افغانستان میں فوجی کارروائی کے نتیجے میں القاعدہ بکھر گئی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ گزشتہ دس سال کے دوران القاعدہ کے تقریباً چالیس اہم اراکین کو حکومت پاکستان نے اپنے خفیہ اداروں کی معاونت سے گرفتار کیا اور القاعدہ کے نیٹ ورک کو ختم کرنے کے حوالے سے بہت اہم پیش رفت کی۔ یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ القاعدہ نے پاکستان کے خلاف اعلان جنگ کیا تھا اور ہمارے عوام اور اداروں کو نشانہ بنایا، اور پاکستان پر پے در پے خود کش حملے کیئے۔

جناب والا! ان تمام حقائق کے ساتھ ساتھ چونکہ international community اور international forums پر پاکستان کے حوالے سے کچھ سوالیہ نشانات اور انگلیاں اٹھ رہی ہیں، میں چاہوں گی کہ آپ کی اجازت سے ان کو بھی تھوڑا سا address کریں کیونکہ یہ ہاؤس پاکستان کے اٹھارہ کروڑ عوام کی آواز ہے۔ یہاں سے جو پیغام جائے گا وہ یکجہتی کا، قومی سالمیت کا اور ایک خودمختار قوم کا message ہو گا۔ جناب والا! کل فارن آفس نے اس حوالے سے جو statement جاری کی میں چاہوں گی کہ اس ہاؤس میں بھی اس کو re-address کریں۔ یہ پارلیمنٹ، یہ ہاؤس اس کو re-endorse کرے کیونکہ وہ فارن آفس کسی political party یا کسی مخصوص جماعت کا موقف نہیں رکھتا۔ وہ آپ کا فارن آفس ہے جو پاکستان کا نقطہ نظر دنیا بھر کے سامنے پیش کر رہا ہے۔

Sir, according to that, as far as operation against Bin Ladin on 2nd May concerned we have stated earlier that the operation was conducted directly by the US forces. Our leadership, civil as well as military, had no prior knowledge of this particular operation. We have officially expressed our deep concern and reservation in the manner in which the US Government carried out this operation without prior information or authorization of the Government of Pakistan.

We have also officially stated that the event of unauthorized unilateral action cannot be taken as a rule, nor could such an event can serve as a future precedent for any state, including the US.

Such unilateral actions could undermine cooperation and may also sometimes constitute threat to international peace and security.

The Government of Pakistan and its Armed Forces consider support of the people of Pakistan its one of the important and actual strength. Any action contrary to their aspirations, run against the very basis on which the edifice of national defence and security is based. Pakistan Army and intelligence agencies have played a pivotal role in breaking the backbone of Al Qaeda and other terrorist organizations in Pakistan as well as around the World. Most of the successes achieved by the US and some other friendly countries have been the result of effective intelligence cooperation and extremely useful military support by Pakistan. The Government of Pakistan and its security forces have resolved to continue their fight against terrorism till people of Pakistan can live in peace and security.

Sir, I would also love to address some of the speculative reports on the subject. Sir, the fact is that Abbottabad and the surrounding areas have been under sharp focus of intelligence agencies since 2003 resulting in highly technical operation by ISI which led to the arrest of high value Al Qaeda target in 2004. As far as the targeted compound is concerned, ISI had been sharing information with CIA and other friendly intelligence agencies since 2009. The intelligence flow indicating some foreigners in the surroundings of Abbottabad, continued till mid April 2011. It is important to highlight that taking advantage of much superior technological assets, CIA exploited the intelligence leads given by us to identify and reach Osama bin Ladin, a fact also acknowledged by the US President and Secretary of State, in their speeches and policies statement after this event.

جناب چیئرمین! یہ وہ policy statement تھی جو Foreign Office نے گزشتہ روز International Community کے ساتھ share کی اور ایک policy statement کے طور پر حکومت کا موقف واضح کیا۔ ہمیں جہاں ایک طرف ان خدشات اور challenges کو دیکھنا ہے جہاں آج دنیا بھر کی نظریں پاکستان کی طرف مرکوز ہیں اور پاکستان کے مسائل اور مشکلات پہلے سے زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ ہمارے لئے ان challenges کو handle کرنا بحیثیت قوم آپ سب کی طاقت سے ہی ممکن ہو سکتا ہے اور یہ بات انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ CIA اور دیگر دوست intelligence agencies نے ISI کی طرف سے فراہم کردہ معلومات کا خاطر خواہ فائدہ اٹھایا۔ دہشت گردی کی جنگ میں ISI نے دنیا بھر کی دیگر intelligence agencies کو جو support فراہم کی اس میں سب سے زیادہ ہماری intelligence agency کا کردار رہا اور اس حوالے سے انہیں بے پناہ کامیابیاں حاصل ہوئیں جسے دنیا بھر میں appreciate بھی کیا گیا۔ غازی ائربیس سے امریکی ہیلی کاپٹر کی اڑان کے متعلق رپورٹ مختلف میڈیا کے سیکشنز میں شائع ہوئی، ان کے متعلق ہمارا موقف یہ ہے کہ یہ بالکل غلط اور حقائق کے منافی ہیں۔ امریکی فورسز نے ان operations کے لئے پاکستان میں کوئی ائربیس استعمال نہیں کیا اور نہ ہی پاک فوج نے کوئی operational یا logistic support اس حوالے سے امریکن فورسز کو دی۔ امریکی ہیلی کاپٹرز ہمارے ان پہاڑوں کے اندر جو available space تھی جو ریڈار کی ضد میں نہیں آسکتے تھے اس کا استعمال کرتے ہوئے وہ ایبٹ آباد کے surrounding areas تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ اس واقعے کی اطلاع ملنے کے چند منٹ کے بعد فضائیہ کے لڑاکا طیاروں نے بھرپور کارروائی کرتے ہوئے اپنے آپ کو متحرک کیا اور اس بات کی تصدیق وائٹ ہاؤس کے مشیر نے بھی اپنی Press Statement میں کی جنہوں نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ پاکستان اس وقت تک آگاہ نہیں تھا جب تک تمام ہمارے لوگ اور ہیلی کاپٹرز کارروائی کرکے پاکستان کی فضائی حدود سے باہر نہیں چلے گئے۔

جناب چیئرمین! امریکی آپریشن کا ہدف بننے والے احاطے کے بارے میں بہت سی باتوں پر بحث ہو چکی ہے۔ خاص طور پر اس احاطے کی اونچائی کے بارے میں میڈیا میں مختلف سوالات اٹھائے جا رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ کا جتنا بھی آپریشن Law enforcement agencies نے شمالی وزیرستان اور اس کے ملحقہ علاقوں میں کیا وہاں خیبر پختونخوا اور فاٹا کے حوالے سے آپ نے دیکھا ہوگا کہ یہ ان کی کلچرل اور ایک روایتی shield ہے اور ہمیشہ یہ دیواریں اسی format سے بنائی جاتی ہیں۔ یہ

کہنا کہ یہ کسی مخصوص مقصد کے لئے ہماری support سے یہ دیواریں چنی گئیں، میڈیا میں یہ بات آئی ہے اور ہم اس کی تردید کرنا چاہتے ہیں۔ یہ حقائق کے برعکس کہانیاں ہیں جو میڈیا میں بیان کی جا رہی ہیں۔ ہمیں میڈیا سے بھی یہ توقع کرنی ہے کہ national interest میں وہ ایسے sensitive issues کو highlight کرتے ہوئے تھوڑی سی اپنے قومی وقار اور national interest کو priority دیں اور غیر ذمہ دارانہ بیانات اور حقائق کے برعکس کوئی ایسا initiative جو کل کو پاکستان کے لئے مسائل اور مشکلات کا باعث بن سکتا ہے اس قسم کی رپورٹنگ سے پرہیز کیا جائے۔

جناب چیئرمین! اسامہ بن لادن کے خاندان کے حوالے سے بات چیت ہوئی اور سوالات پوچھے گئے تو حکومت پاکستان کا اس حوالے سے یہ موقف ہے کہ وہ ہمارے پاکستان کی security agencies کی تحویل میں ہیں۔ ان میں سے جو زخمی تھے انہیں بروقت طبی امداد دی گئی اور ان کی nationality کے حوالے سے جو جو جس جس ملک کا national ہے ان کے ممالک کو handover کرنے کا جو آئینی اور قانونی طریقہ کار ہے اس کے تحت اس کو یقینی بنایا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں صرف اپنے معزز اراکین سے یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ اسامہ بن لادن کسی فردِ واحد کا نام نہیں تھا۔ یہ ایک سوچ، ایک نظریے اور ایک mindset کا نام تھا اور اس mindset نے آپ کی sovereignty, solidarity کو اور آپ کے national interest کو challenge کر رکھا تھا۔ ہمیں اس mindset سے لڑنے کے لئے، اس دہشت گردی اور extremism کو curtail کرنے کے لئے پوری پارلیمنٹ کی support required ہے۔ میرے honourable Parliamentarians پہلے بھی اس بات پہ consensus کر چکے ہیں کہ ہمیں دہشت گردی کے اس کینسر کو جڑ سے اکھاڑنا ہے اور اس کا خاتمہ کرنا ہے اور اس کے لئے ہمیں باہمی مشاورت اور یکجہتی کی ضرورت ہے۔ پاکستان کو اس واقعے کے بعد جو اندرونی اور بیرونی خطرات درپیش ہیں ان پر قابو پانے کے لئے ہمیں پھر سے مل بیٹھ کر لائحہ عمل طے کرنے کی ضرورت ہے۔ وزیر اعظم پاکستان اور صدر پاکستان تمام Parliamentarians کو on board لے کر اس واقعے کے بعد جو بدلتی ہوئی صورتحال ہے اس پر اعتماد میں لینا چاہتے ہیں اور ہم یہ چاہیں گے کہ مثبت تجاویز اس حوالے سے حکومت تک آئیں تاکہ حکومت پاکستان کا case plead کرتے ہوئے صرف کسی پارٹی کی چھاپ کے تحت نہیں یا کسی specific اتحادی کے ساتھ بیٹھ کر نہیں بلکہ پورے پاکستان کی سیاسی جماعتیں جو پارلیمنٹ کے اندر ہیں یا پارلیمنٹ سے باہر ہیں سب مل کر ہم اس دورِ حاضر کے سب سے

بڑے challenge کا مقابلہ کریں۔ اس کے لئے ہمیں ان سب کا تعاون چاہیے۔ ہم ان سب کی مثبت تجاویز کے منتظر ہیں اور میں یہ توقع کرتی ہوں کہ یہ سب محب وطن اراکین جو ہیں وہ حکومت کی بہتر راہنمائی کرکے ہمارے لئے اور پاکستان کے لئے ان مشکلات کو آسان کرنے میں اپنا کردار ادا کریں گے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی بھی مشکور ہوں اور معزز اراکین کی بھی شکر گزار ہوں اور میں میڈیا سے بھی توقع کرتی ہوں کہ وہ پاکستان کے تشخص، پاکستان کے وقار، پاکستان کی سالمیت اور پاکستان کی خود مختاری پر کوئی آنچ اور حرف آنے نہیں دیں گے اور کوئی ایسا غیر ذمہ دارانہ discussion یا statement نہیں ہوگی جس سے پاکستان کے مفاد پر ضرب لگے۔ بہت مہربانی۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر صاحب! give me ایک منٹ۔ Leader of
the House, آپ ذرا آجائیں۔ جس طرح یہ دوست ہاتھ اٹھا رہے ہیں it asks for a full
debate. سرکاری نشستوں کی طرف سے بھی ہاتھ اٹھ رہے ہیں اور اپوزیشن نشستوں کی طرف سے بھی
ہاتھ اٹھ رہے ہیں۔ شاہ صاحب! جس طرح لوگ اس پر debate کرنا چاہتے ہیں تو you have to
give full time to the incident. مجھے feel ہو رہا ہے کہ debate ہو اور this is
accepted fact that we are Parliamentarians of the Islamic Republic
of Pakistan and we are loyal to our country. تو جو بھی ہم input دیں گے that
will be in the interest of the State of Pakistan. It will be in the
interest of that State of Pakistan, Government and Parliament
comes later. شاہ صاحب! یہ کرنا پڑے گا کیونکہ پہلے ہم ڈسے ہوئے لوگ ہیں۔ 1980 سے
افغانستان جنگ میں پاکستان کو ملوث کیا گیا۔ پھر Geneva Accord ہوتا ہے تو اس میں ایک مثال
دی گئی تھی کہ ہم مرے ان کے لئے جو کندھا دینے بھی نہ آئے ہمیں۔ ابھی دوبارہ ہمارے ساتھ وہ ہو یا نہ
ہو۔ اب یہ فیصلہ کرنا ہے اور تعین کرنا ہے کہ where do we stand. ابھی آپ یہ فیصلہ کریں۔
This is a forum representing all the provinces of Pakistan and the
FATA territory of Pakistan. یہ Government of Pakistan input کو لینی چاہیے۔
Foreign Office ضرور is part of the Government but this is part of the
Parliament and this is the voices of the people of Pakistan. شاہ
صاحب! اس پر میرا personal opinion یہ ہے کہ پوری debate ہونی چاہیے کیونکہ یہ issue

ایسا ہے۔ اس debate سے ہم State of Pakistan کو تقویت دینا چاہتے ہیں۔ میں شاہ صاحب سے پہلے clarify کر رہا ہوں کہ میرا جو view ہے وہ کیسا ہے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, my submission is that this was the issue which was raised on a point of order. If you really want to have a debate in this House then lets proceed in accordance with the rules and according to the rules, if any member wants to raise this issue, he should be asked to proceed in accordance with the rules. Then we will examine it and can say that we don’t have any objection. But simply there cannot be a discussion on a point of order when the statement has been made by the honourable Minister. Sir, we have to adopt the procedure which is in accordance with the rules and for that matter we are ready.

Mr. Acting Chairman: Yes, Prof. Khurshid *Sahib* and then Tariq Azim *Sahib* after him.

رول کی جو بات ہوئی اس کا کوئی حل نکالیں۔

Motion under Rule 194 Discussion on the Abbottabad Incident

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میں پہلی بات یہ کہوں گا کہ آپ نے اس ایوان کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی ہے اور point of order کی بنیاد پر، اس سے پہلے ایک بار نہیں بارہا debates ہوئی ہیں، یہ ہماری روایات کا حصہ ہے۔ اگر حکومت rules کا سہارا لے رہی ہے تو میں یہ move کرتا ہوں کہ جو relevant provisions حائل ہیں ان کو suspend کر کے Rule194 کے تحت اس بیان پر اس ایوان میں فی الفور بحث کا آغاز کیا جائے۔

ہم اس بیان کو challenge کرتے ہیں کیونکہ یہ evasive, apologetic, incoherent and shameful ہے۔ ہماری sovereignty کو violate کیا گیا ہے and

we have to face it. ہماری intelligence agencies ناکام رہی ہیں، ہماری فوج ملک کی دفاع کی ذمہ داریاں ادا نہیں کر سکی، اگر ایوان اس کا نوٹس نہیں لے گا تو پھر کون لے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شاہ صاحب! اگر اس میں کوئی procedure کے بارے میں کمی ہے تو وہ ہم دور کرا سکتے ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ آپ اس پر discussion نہ کریں۔ جب point of order raise ہوا we certainly asked the Government کہ there should be a response from the Government and the honourable Information Minister had made a statement وہ Foreign Office کی statement تھی۔

If at all they want to discuss this issue in the House, I have got no objection but let us not violate the rules. We will proceed in accordance with the rules. I have got no objection for that.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میں نے rules کے تحت already move کر دیا ہے۔ اب آپ ایوان سے رائے لے لیں اور وقت مقرر کریں۔

Mr. Acting Chairman: Shah *Sahib*, do you want it in writing because he has moved verbally.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: وہ in writing دے دیں۔

Mr. Acting Chairman: Professor *Sahib*, you give it in writing. Lo! I understand it, we are talking about the State of Pakistan. It is not about anybody else. We are hurt as much as Mukhdoom Yousaf Raza Gilani is hurt. We are hurt as much as Firdos Ashiq Awan is hurt. We are all part of it. We are Pakistani and this House is Pakistan.

سینیٹر طارق عظیم خان: وزیر صاحبہ نے جو statement دی ہے اس پر بھی بات کرنی چاہیے---

(اس موقع پر اذان کی آواز سنائی دی)

سینیٹر طارق عظیم خان: جناب! میں عرض کر رہا تھا کہ rules کو تو follow کرنا چاہیے لیکن rules کو delay کرنے کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

Mr. Acting Chairman: No, they are not doing it. They only want to complete the process.

سینیٹر طارق عظیم خان: ابھی ہماری وزیر صاحبہ نے فرمایا کہ ہمارے میڈیا کو بھی responsible attitude show کرنا چاہیے اور ہمیں اور حکومت کو بھی show کرنا چاہیے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ CBS and ABC news کو تو اندر جا کر film بنانے کے لیے allow کر دیا گیا ہے، ہمارے سارے میڈیا نے جو pictures carry کی ہیں وہ امریکن نے لی ہوئی ہیں لیکن ہمارے میڈیا کو وہاں پر جانے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس کے بارے میں بھی بات کریں اور یہ بھی دیکھیں کہ آئین کے مطابق سپریم کمانڈر ہمارے صدر صاحب ہیں اور ISI کا Head Prime Minister کو report کرتا ہے تو They owe their duties to the nation کہ بتائیں اور بتائیں، وہاں پر پاکستان پر sanction لگانے کی بات ہو رہی ہے، immediately cut off aid کی بات ہو رہی ہے۔ ہم ابھی تک اسی چیز پر debate کر رہے ہیں under Kerry Lugar Bill کہ rules ہمیں debate کرنے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں۔

Mr. Acting Chairman: Shah *Sahib*! It has been moved under 194 and we take the sense of the House.

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: جناب والا! میں صرف ایک چیز point out کرنا چاہتا ہوں اور میں کوئی لمبی بات نہیں کرنا چاہتا۔ جناب چیئرمین! میں اتنی گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ اتنا بڑا اہم واقعہ ہو گیا، بی بی صاحبہ کل وزیر بنی ہیں، وہ آ کر ساری تفصیل بتا رہی ہیں، وہ اس پر روشنی ڈال رہی ہیں لیکن جن کو اس مقصد کے لیے اتنا بڑا منصب اور وزارت داخلہ دی گئی وہ کچھ عجیب سی شکل میں منہ چھپائے بیٹھے تھے اور اب چلے گئے۔ کیا وہ اتنی تکلیف گنوارہ نہیں کرتے کہ وہ پوری قوم کو اس بارے میں اعتماد میں لیں اور بتائیں کہ کیا ہوا ہے۔ کیا یہ صرف اچھے دنوں کے لیے وزیر ہوتے ہیں۔ یہ کام ان

کا تھا۔ کوئی بات نہیں اگر وزیر اعظم صاحب فرانس میں ہیں تو وزیر داخلہ کو کم از کم یہاں تفصیل سے یہ بات کرنی چاہیے تھی وہ بھی پتا نہیں کہاں چلے گئے ہیں اور سارا بوجھ اس بی بی پر ڈال دیا ہے۔

Mr. Acting Chairman: Shah *Sahib*! Madam is the trouble shooter now.

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: جناب! بالکل ٹھیک ہے ہم میڈم کی قدر کرتے ہیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, she is a government spokesperson.

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: جناب والا! وزیر داخلہ کو یہاں ہونا چاہیے تھا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وزیر داخلہ کل پاسپورٹ آفس پر چھاپہ مار رہے تھے تو آج اس کے after effects دیکھنے گئے ہیں۔ آپ ان چیزوں کو چھوڑیں ناں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میں عرض کروں گا کہ امریکہ تمام rules کو توڑ کر اپنے national interest کے لیے ہمارے ملک میں آتا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ ہم اس پر بحث کرنے کے لیے اس کتاب کو دیکھتے رہیں کہ اجازت ہے یا نہیں ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! ریکارڈ کی درستگی کے لیے میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کے جب یہ واقعہ ہوا اس دن یہ ہاؤس in session تھا، یہ سوموار کا دن تھا، میں نے واقعے کی نوعیت کے حوالے سے یہ گزارش کی تھی، ہمیں وزیر صاحبہ کے لیے بہت احترام ہے لیکن ہر چیز کی ایک نوعیت ہوتی ہے، چھوٹی چھوٹی بات پر US کا صدر اوباما خود initiative لے کر قوم کو بتاتا ہے ، ہم نے پرسوں request کی تھی کہ وزیر اعظم صاحب نے فرانس جانا ہے ، اس سے پہلے وہ اس ہاؤس میں تشریف لائیں اور اس ایوان کے ذریعے قوم کو بتائیں کہ حقیقت کیا ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ وہ میڈیا ، جو کچھ حکومت اور CIA کا head کہہ رہا ہے اس کو ہم follow کر کے اپنی پالیسی کو بیان کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم نے پاکستان کی authorities کو اس وقت تک confidence میں نہیں لیا جب تک ہمارے helicopters Pak air space چھوڑ کر چلے نہیں گئے، کیا یہ ہمارا intelligence failure نہیں ہے؟ کیا یہ ہماری sovereignty کی خلاف ورزی نہیں ہے؟ جناب والا! جیسے میں نے عرض کیا کہ وزیر صاحبہ کیا میں وزیر داخلہ صاحب سے

بھی اتفاق نہیں کرتا۔ اس وقت یہ بات قوم کے وقار، خود مختاری اور sovereignty کی ہے۔ جناب! کونسی ایسی problem تھی جو وزیر اعظم صاحب فرانس حل کرنے گئے ہیں۔ جناب! فرانس پاکستان کے ساتھ اس سلسلہ میں کیا contribute کر سکتا ہے۔ یہ معاملہ میرے حساب سے زیادہ اہم تھا اور وزیر اعظم صاحب کو اپنا دورہ cancel کرنا چاہیے تھا جیسے آرمی چیف نے اپنا برازیل کا دورہ cancel کیا ہے۔ وزیر اعظم کا یہ فرض تھا کہ وہ اس ایوان میں آتے۔ جناب! ہم نے ان کے وہاں جانے سے پہلے اس فلور کے ذریعے ان سے request کی ہے، آپ سوموار کی کارروائی نکالیں، اس ہاؤس میں یہ بات ہوئی اور میں نے عرض کیا کہ جناب وزیر اعظم صاحب فرانس جانے سے پہلے تشریف لائیں اور ہمارا فارن آفس جو کہہ رہا ہے، اس کی statement کو ہم follow کریں، کیسے follow کریں۔ فارن آفس کچھ کہتا ہے اور حکومت کچھ کہتی ہے اور امریکن کے ساتھ جو بات کر رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ ہم چل رہے ہیں۔۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈار صاحب اگر اجازت دیں تو Rule 194 کے تحت Sense of the House لے لوں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اس پر ہمارا ہاؤس بحث کرنا چاہتا ہے اور واپسی پر .P.M خود تشریف لا کر ہمیں clear کریں قوم کو ہاؤس کے ذریعے statement دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: صابر صاحب مجھے یہ move کر لینے دیں۔ رولز Rule 194 کا sense of the House ہے۔ .please

سینیٹر صابر علی بلوچ: جناب! دیکھیں، اب تک Presidential speech پر debate ہو رہی ہے، وہ معاملہ ابھی ختم نہیں ہوا

there are so many people who want to speak.

جناب قائم مقام چیئرمین: صابر صاحب اس دن بھی بہت سارے لوگوں نے regret کر دیا کہ ہم تقریر نہیں کرنا چاہتے۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: جناب! ایک سلسلہ چل رہا ہے۔ پہلے آپ صدر صاحب کی تقریر پر جو لوگ بولنا چاہتے ہیں ان کو پہلے ختم کرنے دیں اس کے بعد take up the second issue.

جناب قائم مقام چیئرمین: صابر صاحب sense of the House لینا پڑے گا ۔ Rule194 کے تحت move ہو گیا ہے ۔ Motion has been moved شاہ صاحب آپ sense of the House لے لیں ۔ Those who are in favour کہ دوسری کارروائی روک کر ہم اس پر debate شروع کرتے ہیں تو please raise your hands تا کہ مجھے آسانی ہو جائے ۔ Government is not opposing اور میری ہاؤس سے گزارش ہے کہ ہم debate میں اس طرح حصہ لیں کہ تقویت ہو پاکستان کو ، کہ پاکستان کی پوزیشن مضبوط ہو اور Western میڈیا میں ہماری جو گت بن رہی ہے، وہی فرانس کے پرائم منسٹر نے کل critical remarks پاکستان کے بارے میں دیئے ہیں وہی پنیٹا گون نے کہا ہے We could not trust کیا یہ چیزیں چھپی ہوئی نہیں ہیں ۔۔۔

We should not hide anything from the people of Pakistan. Lets take them on board. Madam you will have right to reply then.

سینیٹر گلشن سعید: چیئرمین صاحب! آج CIA کے head نے کہا ہے کہ ہم پاکستان پر اعتماد نہیں کرتے ہم نے ان کو نہیں بتایا ورنہ وہ اسامہ کو وہاں سے بھگا دیتے اور ہم ان پر اعتماد نہیں کرتے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اپنی تقریر میں یہ باتیں کر لیں ۔

سینیٹر گلشن سعید: اب پاکستان میں پورے Net work میں داخل ہو کر خود ڈھونڈیں گے ۔ ذرا اس بات پر غور کریں کہ اب پاکستان میں ہم ہر جگہ کارروائی کریں گے ۔ اس کے بعد انڈیا کا بیان آیا ہے کہ ہم بھی دہشت گردوں کو مارنے کے لیے خود جائیں گے اگر امریکہ جا سکتا ہے تو ہم بھی جا سکتے ہیں ۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بہت سے سوالات اٹھ کھڑے ہوئے ہیں ۔

سینیٹر گلشن سعید: انہوں نے بھی کہا ہے تو اس کا جواب بھی دیں ۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم! ابھی جواب نہیں دیں گی ۔ جب debate wind up کریں گی تو جواب دیں گی۔

سینیٹر گلشن سعید: ہمارا فارن آفس ہو یا کچھ ہو، بات یہ ہے کہ ہم نے من من کرکے بھی بہت کچھ دیکھ لیا ہے، ابھی تک کچھ نہیں ہوا، ہم زمین پر اتنے لیٹے ہوئے ہیں کہ وہ ہمارے اوپر پوری طرح ڈانس کر رہے ہیں، کم از کم کوئی جواب تو دیا جائے کہ وہ خود ہی آ کر ایکشن کرکے چلے جائیں۔ جناب والا! اب یہ بات نہیں ہوگی۔ CIA کا head کہتا ہے پورے پاکستان میں، میں جاؤں گا اور جا کر خود ایکشن کروں گا---

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ ساری باتیں اپنی تقریر میں کر لیں نا۔

سینیٹر گلشن سعید: پاکستان قابل اعتماد نہیں ہے وہاں کے لوگ ملے ہوئے ہیں، وہ اسامہ کو بھگا دیتے، اگر ہم بتاتے تو، ہمارا اپنا net work ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا، میری گزارش یہ ہے Sir, I know. The Motion has been moved and we have to initiate the debate on it. جو ممبرز اس debate میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام یہاں لکھوا دیں لیکن جو movers ہیں They can initiate the debate. Prof. Khurshid Ahmed please take the floor. Sir, we have time to finish that also. There are only three speakers. President will be on board with us on this matter. Here there is a problem of the State of Pakistan.

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: سومرو صاحب تشریف رکھیں - پروفیسر خورشید صاحب debate کو initiate کر رہے ہیں اور آج ہم debate پونے دو بجے تک کریں گے We will also continue it tomorrow

سینیٹر گلشن سعید: جناب چیئرمین! جو لوگ مسلسل کہہ رہے تھے ان کو نہیں بلایا گیا--

جناب قائم مقام چیئرمین: میں آج ان سے request کروں گا، میں ان کے پاس جا رہا ہوں - جی پروفیسر خورشید صاحب.Please take the floor.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین ! سب سے پہلے تو میں آپ کو اور اس ہاؤس کو، اس اقدام کے اوپر مبارکباد دیتا ہوں ۔ جناب چیئرمین ! ذرا شور کو۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ ذرا دو منٹ صبر کریں تا کہ وہ اپنا نام لکھوالیں ۔ ہو گیا۔
Please take your seats. Prof. Khurshid Ahmed please take the floor.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین ! میں اپنی گزارشات کا آغاز کرنے سے پہلے آپ کو، اس ہاؤس کو اور بشمول لیڈر آف دی ہاؤس مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اس وقت اہم ترین قومی مسئلے کے اوپر ہماری motion کو accept کیا اور فوری طور پر اس مسئلے کے اوپر گفتگو کا آغاز کیا۔ میری نگاہ میں یہ پاکستانی قوم کا ہمارے اوپر ایک قرض اور حق تھا اور ہم اسے ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس جذبے کے ساتھ کر رہے ہیں کہ ہمارا مقصد پاکستان کا تحفظ ، پاکستان کی ترقی ، پاکستان کی خود مختاری ، پاکستان کے دستور کی بالادستی اور اس وقت پاکستان جس عالمی دباؤ کے نرغے میں ہے اور جس طرح ہمیں تر نوالہ سمجھ کر دبوچا جا رہا ہے، ہماری تذلیل کی جا رہی ہے، ہمارا مذاق اڑایا جا رہا ہے اور ہمیں conquer کیا جا رہا ہے ، ہماری خود مختاری کو violate کیا جا رہا ہے، اس کا ہم موثر نوٹس لیں ۔ جہاں تک محترم وزیر انفارمیشن کا تعلق ہے ۔ مجھے ان کے ساتھ ہمدردی ہے ۔ یہ وزیر اعظم صاحب کا فرض تھا اور جیسے ۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ولی بادینی صاحب مہربانی کرکے بیٹھ جائیں ۔ طارق عظیم صاحب ،صالح شاہ صاحب ، تشریف رکھیں ۔ بہت ضروری debate ہو رہی ہے ۔ جیسے آج آپ دوسروں کو سنیں گے، کل آپ کو بھی اسی طرح سنا جائے گا۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین ! میں ان کے ساتھ ہمدردی کرتا ہوں، یہ وزیر اعظم صاحب کا فرض تھا کہ وہ یہاں آتے اور یہی ہم نے مطالبہ بھی کیا تھا ۔ پیر کو اس ایوان کی کارروائی کا ریکارڈ موجود ہے لیکن ہمیں دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ وزیر اعظم صاحب نے فرانس جانے اہمیت دی جو اس وقت پاکستان کی تذلیل کر رہا ہے اور ہمارے چہرے پر طمانچے مار رہا ہے لیکن اس ایوان میں آکر انہوں نے پاکستان کے دفاع اور پاکستان کو جو اہم ترین چیلنج تھا اس کے بارے میں

سینیٹ کی رائے لینا اور سینیٹ کی تائید سے کوئی standاینے کا ارادہ نہیں کیا اس کی ہم مذمت کرتے ہیں۔

دوسرا جناب والا! ہمیں جو وعظ سنایا گیا ہے دہشت گردی کے بارے میں اور اسامہ بن لادن کے بارے میں اور بش نے کیا کیا اور مشرف نے کیا کیا اور اب کیا کر رہے ہیں، اس وقت وہ ساری باتیں irrelevant ہیں۔ہم اس بحث میں نہیں جائیں گے۔ دہشت گردی جس شکل میں بھی ہو وہ ایک جرم ہے اور اس کا مقابلہ ہونا چاہیے، یہ ریاست کرے، یہ کوئی فرد کرے، کوئی گروہ یا پارٹی کرے اور ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جس طرح 9/11 اور اس کے بعد وہ افراد جن پر یہ الزام ہے کہ وہ اس کے ذمہ دار تھے، انہوں نے معصوم انسانوں کی جانوں کو ضائع کیا ہے اس سے ہزار گنا زیادہ اس کے نام پر بش، مشرف، نیٹو اور انہوں نے وہ راستہ اختیار کیا ہے جس کے نتیجے میں پوری دنیا دہشت گردی کی لپیٹ میں آ گئی ہے اور نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا۔ یہ اس سے بڑے مجرم ہیں اور یہ بات میں ہی نہیں کہہ رہا ہوں جناب چیئرمین! آج دنیا کے تمام دانشور کہہ رہے ہیں آپ مضامین دیکھ لیجیے، کتابیں دیکھ لیجیے، صاف کہہ رہے ہیں کہ which was greater threat? 9/11 or response to 9/11, میں اس وقت اس بحث میں نہیں جانا چاہتا۔ جب موقع آئے گا، اس وقت انشاء اللہ میں اس پر بات کر سکتا ہوں اور ماضی میں ہم نے اس پر بات کی بھی ہے۔ اس وقت مسئلہ کیا ہے؟ اس وقت مسئلہ یہ ہے کہ امریکہ نے پاکستان کی حکومت کو مطلع کیے بغیر، پاکستان کی حکومت کی authorization کے بغیر اور دونوں الفاظ فارن آفس کے بیان میں بھی ہیں اور محترمہ نے بھی ابھی اس ایوان کے سامنے پیش کیے ہیں۔ ہمارے خلاف فوجی aggression ہوا ہے۔ کس کو پکڑنا تھا، کس کو نہیں پکڑنا تھا اور یہاں میں فارن آفس کے بیان کے اس حصے کی پرزور مذمت کرتا ہوں جس میں انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ امریکہ نے اپنی declared policy کے مطابق کارروائی کی ہے۔ گویا ہم indirectly اسے endorse کر رہے ہیں۔ اس سے زیادہ شرمناک بیان کسی قوم کی طرف سے نہیں آ سکتا۔ اس کی مذمت کرتے ہوئے میں یہ بات کہنا چاہ رہا ہوں کہ اصل issue ہے کیا؟

میں آپ سے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ امریکہ کا یہ رویہ نیا نہیں ہے۔ امریکہ نے اس سے پہلے ہماری اجازت کے بغیر ۱۹۹۸ء میں افغانستان پر کروز میزائل پھینکے۔ ہم خاموش رہے۔ امریکہ نے 9/11 کے بعد مشرف کے collaboration سے، میں نہیں کہہ سکتا کہ کوئی صحیح معاہدہ ہے یا نہیں، ہم اس کا انتظار کر رہے ہیں لیکن اس کا collaboration شامل تھا۔ ہمارے اڈے اس کو فراہم کیے۔

ہماری سرزمین سے 78 ہزار sorties افغانستان بھیجی گئیں۔ ان کی فوجیں یہاں رہیں۔ پھر آپ کو یاد ہے کہ frontier scouts کے بارے میں امریکی سولجرز آئے۔ آپ نے احتجاج کیا۔ اس وقت بھی آپ نے یہی کہا تھا کہ precedent نہ بنے لیکن وہ precedent بنا، کیوں؟ اس لیے کہ آپ نے اپنی زمین، اپنی آزادی، اپنی خود مختاری اور اپنے شہریوں کا دفاع نہیں کیا۔ چونکہ آپ نے یہ نہیں کیا، اس لیے امریکہ کو جرات ہوئی اور امریکہ نے یہ اقدام کیا۔ اس کے بارے میں، میں صاف کہنا چاہتا ہوں کہ چار ہیلی کاپٹر آئے ہیں، ایک دو نہیں۔ یہ کوئی چڑیا نہیں تھی کہ آپ کو نظر نہ آئے۔ تقریباً پچاس منٹ ان کو آنے میں لگے ہیں۔ چالیس منٹ کا آپریشن ان کا self claimed ہے اور پچاس منٹ واپسی کے۔ جس کے معنی ہیں اڑھائی گھنٹے، اس اڑھائی گھنٹے تک اگر آپ کی فوجیں سوتی رہیں، اگر آپ کی انٹیلی جنس کو اطلاع نہیں تھی، اگر آپ کی Air Force grounded تھی تو سوال یہ ہے کہ اس کی ذمہ داری کس پر ہے؟ یہ کہنا کہ وہ پہاڑوں کے بیچ میں سے نکل کر آگئے، یہ ایک دھوکے کی بات ہے یا انہوں نے jam کیا ہے اور اگر jam کیا ہے تو یہ اس سے بڑا مسئلہ ہے کہ آج انہوں نے اس کے لیے jam کیا ہے، کل وہ آپ کے نیوکلیئر assets کو لے جانے کے لیے jam کر سکتے ہیں۔ ہمارا دفاعی سسٹم کیا ہے؟ یہ قوم اپنا پیٹ کاٹ کر اس فوج کے لیے اربوں روپے ہر سال دے رہی ہے۔ ہر بجٹ میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ دفاع مضبوط ہے، ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ یہاں تک ہمارے چیف آف سٹاف نے اسی اکیڈمی میں، جس کے پاس یہ واقعہ ہوا ہے، ایک ہفتے پہلے یہ بات کہی ہے کہ ہم اپنی آزادی اور اپنی عزت و خوشحالی کو قربان نہیں کر سکتے۔ وہ روز قربان ہو رہی ہے۔ یہ کوئی دعوے کی بات نہیں ہے، یہ ایک حقیقت ہے۔ جتنے ڈرون حملے ہو رہے ہیں، اس سے ہر روز ہماری sovereignty کو violate کیا جا رہا ہے، ہمارے معصوم انسانوں کو مارا جا رہا ہے اور ہماری حکومت کا حال یہ ہے کہ وہ دوغلی پالیسی اختیار کیے ہوئے ہے، منافقت کا رویہ اختیار کیے ہوئے ہے، اندر کچھ کہتی ہے، باہر کچھ کہتی ہے۔ شرم کی بات ہے کہ President کو توفیق نہیں ہوئی کہ وہ قوم کے سامنے کوئی بات کرے لیکن واشنگٹن پوسٹ میں انہوں نے مضمون لکھا اور کیا لکھا؟ Apology دینے کے لیے۔ یہ کہنے کے لیے کہ حضور! جو کچھ آپ نے کیا ہے، ہم بھی آپ کے لیے دعا گو ہیں۔ اس سے زیادہ شرمناک بات کیا ہو سکتی ہے۔ اس لیے میں صاف کہتا ہوں کہ ان کا بیان بھی اور فارن آفس کا بیان بھی، آج ہماری وزیر اطلاعات کا بیان بھی، سب سے پہلے انہوں نے اصل issues کو avoid کیا ہے۔ اصل issue کیا ہے؟ Violation of sovereignty. It was an act of war against Pakistan. It was an aggression on our

soil. کس کو مارا، کس کو نہیں مارا، کس کو چھوڑ گئے، کس کو لے گئے؟ یہ irrelevant ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ ہماری sovereignty کو، ہمارے borders کو violate کیا گیا ہے اور ہم '' ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم '' کا منظر پیش کر رہے ہیں۔

نمبر 2، آپ کی intelligence agencies کا معاملہ ہے۔ اگر اسامہ بن لادن یہاں تھا اور آپ کو اس کی اطلاع نہیں تھی تو یہ آپ کا Himalayan failure ہے۔ ایک طرف آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم پکڑ پکڑ کر دے رہے ہیں اور دوسری طرف آپ کے اپنے زیر سایہ، اونچی اونچی دیواریں کھڑی کر کے اگر وہاں کچھ لوگ موجود تھے تو امریکہ نے جو کچھ کیا، وہ قابل مذمت ہے لیکن اگر آپ نے اپنی ذمے داری ادا نہیں کی تو وہ اس سے زیادہ قابل مذمت ہے، قابل گرفت ہے and heads must roll, accountability ہونی چاہیے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو بات وزیر اعظم کہہ رہے ہیں اور محترمہ فرما رہی ہیں، آپ کے سفیر نے واشنگٹن میں کیا کہا ہے؟ امریکا کیا کہہ رہا ہے؟ اور وہ پوری evidence پیش کر رہے ہیں۔ اس لیے اصل issue اصل failures یہ ہیں۔ اصل issue یہ نہیں ہے کہ دہشت گردی ہے یا نہیں ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ فوج اور intelligence agencies قوم کے سامنے جوابدہ ہیں۔ پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہیں۔ جو بھی facts ہیں، سامنے لائیے۔ اگر آپ سے غلطیاں ہوئی ہیں تو اس کا اعتراف کیجیے۔ جو ذمے دار ہیں، انہیں سزا دیجیے۔ جب تک ہم یہ اقدام نہیں کریں گے، یہ راستہ اختیار نہیں کریں گے، نہ ہماری credibility بحال ہو گی، نہ legitimacy ہو گی اور نہ ہم دستور کے مطابق اس ملک کا، اس کے شہریوں کا دفاع کر سکیں گے۔ یہ ہے جناب والا! اصل issue اور اگر اسے avoid کیا جا رہا ہے تو ہم اسے avoid نہیں ہونے دیں گے۔ جو بیان اِنہوں نے دیا ہے، وہ میری نگاہ میں، جیسے میں نے عرض کیا ہے، evasive ہے، incoherent ہے، متضاد ہے، apologetic ہے اور اس سے زیادہ شرمناک ہے اس لیے کہ اس بیان کے معنی یہ ہیں کہ ہم اگر آج امریکہ کو یہ موقع دے رہے ہیں تو کل خدانخواستہ خدانخواستہ بھارت بھی یہی claim کرے گا۔ ان کے وزرا برملا کہہ رہے ہیں کہ اس طرح ہمیں بھی حق ہے کہ جب چاہیں ہم اس کی violation کر دیں اور جس کو target سمجھیں، اس کو باہر لے جائیں۔ یہ ہے اصل ایشو۔

ساتھ ہی میں یہ بھی کہہ دوں کہ پارلیمنٹ کو lip service بہت دیتے ہیں لیکن پارلیمنٹ نے اپنی ذمے داری ادا کی ہے اور پوری ذمے داری سے ادا کی ہے۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں میاں رضا

ربانی کو اس کمیٹی کو، Parliamentary Committee on National Security جس نے متفقہ طور پر چودہ نکاتی قرارداد پاس کی اور پھر joint House نے اسے قبول کیا۔ اس میں صاف صاف یہ کہا گیا ہے کہ فارن پالیسی کو آزاد ہونا چاہیے۔ اس میں صاف صاف کہا گیا ہے کہ war on terror کی modalities کو revisit کرنے کی ضرورت ہے۔ جو کچھ مشرف کے زمانے میں ہوا، وہ غلط ہے۔ Security paradigm ہمارا ہے، یہ define کرنے کی ضرورت ہے۔ مسائل کا کوئی حل فوجی نہیں ہے، سیاسی حل ہے۔ اس کے لیے dialogue, development and deterrence اور deterrence جو ہے وہ اندھی فوجی کارروائی کا نام نہیں ہے، جو آج کی جارہی ہے۔ جس کے نتیجے میں تیس ہزار افراد شہید ہوئے۔ ساتھ ہی اس میں یہ بھی کہا گیا کہ all stakeholders must be taken on board تاکہ سب مل کر اس کا راستہ نکالیں۔ پھر اس کے بعد اپریل 2009 میں، آج سے دو سال پہلے، اسی کمیٹی نے 63 recommendations دو اور دو چار کی طرح، حکومت کو پیش کیں جس میں صاف ڈرون کے issue کو بھی لیا ہے، terrorism کو بھی لیا ہے اور ہماری سرزمین کے دہشت گردوں کے لیے استعمال کو بھی لیا ہے۔ ہم نے کوئی یک طرفہ بات نہیں کہی ہے۔ ہم نے پوری بات کہی ہے لیکن دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ دو سال ہو گئے ہیں، ہم مطالبہ کر رہے ہیں کہ آؤ، بتاؤ تم نے کیا کیا ہے۔ فارن آفس سے ایک بیان آیا ہے، اس کے علاوہ ہمیں کوئی رپورٹ نہیں دی گئی۔ ہمارا فیصلہ تھا کہ ہر مہینے اس 63 points program پر رپورٹ دی جائے گی۔ حکومت کی طرف سے اس ایک واقعے کے علاوہ کبھی رپورٹ نہیں دی گئی۔

ہم نے پہلے بھی احتجاج کیا ہے، آج بھی احتجاج کرتے ہیں۔ پارلیمنٹ نے رہنمائی دی ہے، اس حکومت نے پارلیمنٹ کی رہنمائی کو ماننے سے انکار کیا ہے۔ یہ ہے اصل مسئلہ کہ یہ حکومت legitimacy کھو چکی ہے، اس کی credibility باقی نہیں ہے، capability اور capacity gap ہے اور اس کے ساتھ ساتھ governance کا مسئلہ، مفادات کی جنگ، ایک دوسرے کو accommodate کرنا۔ یہاں پاکستان کی sovereignty violate ہو رہی تھی اور ادھر آپ حلف لے رہے تھے، ان لوگوں سے جنہیں کل آپ لوٹا کہتے تھے، جن کو کل آپ گالیاں دے رہے تھے، جنہیں کل آپ قاتل کہتے تھے، آج آپ انہیں گلے لگا رہے ہیں۔ یہ ہے آپ کا کھیل۔ یہ سمجھوتے اور concessions ہیں۔ یہ مفاہمت کا کھیل ہے۔ یہ ذاتی اقتدار اور ذاتی سہولتیں حاصل کرنے کا معاملہ

ہے۔ قوم کو نظر انداز کیا ہوا ہے۔ یہاں آ کر ہمیں درس دیتے ہیں کہ آؤ! قوم کی آزادی، اس کی خودمختاری، اس کی عزت کی حفاظت کریں اور اس کو سب سے بڑا خطرہ آپ ہیں، یہ rulers ہیں۔

میں صاف کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں اس قوم نے فوج کو عزت دی، اس پر اعتماد کا اظہار کیا ہے، وہیں فوج کا یہ failure ہے۔ جس طرح ڈھاکہ کا fall ہوا، اسی طرح ایبٹ آباد پر حملہ فوج کا failure ہے، یہ سیاسی قیادت کا failure ہے اور قوم اس کا پورا پورا بدلہ لے گی، accountability ہو گی، عوام کی طرف ہمیں جانا پڑے گا، عوام اپنا حق حاصل کریں گے، پاکستان کی حفاظت کریں گے اور وہ لوگ جو آج برسر اقتدار ہیں اور جنہوں نے پاکستان کی خودمختاری پر compromise کیا ہے، جو collaborators ہیں امریکہ کی ان violations پر، ان سے پورا پورا حساب لیا جائے گا۔ و آخرو دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Hasil Khan Bazinjo *Sahib* you are the mover. Please take the floor.

ان کے بعد خالد سومرو صاحب پھر حاجی عدیل صاحب۔ اسحاق ڈار صاحب سے میں نے کہا ہے کہ وہ کل بات کریں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: اگر by agreement ہے تو ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں اس لیے command کر رہا ہوں کہ ہم نے پاکستان کو زندہ رکھنا ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: انشاء اللہ پاکستان زندہ ہے، زندہ رہے گا۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔ اس پر debate اس طرح شروع ہوئی، اگر میڈم یہاں آ کر briefing نہ دیتیں تو شاید یہاں debate بھی نہ ہوتی۔ کل آپ یہاں نہیں تھے، ہم نے چیئرمین صاحب سے درخواست کی تھی کہ مہربانی کریں، یہ بہت اہم مسئلہ ہے، آپ اس پر debate کروائیں۔ چیئرمین صاحب نے کہا کہ اپوزیشن کے پارلیمانی لیڈران اس معاملے پر تھوڑا بہت point of order پر بول لیں۔

جناب چیئرمین! یہ بات نہیں ہے کہ آپ چار دن کے بعد brief کر رہے ہیں۔ چار دن بعد آ کر اس House کو بتایا جاتا ہے کہ ہمارے Foreign Office نے یہ کہا ہے۔ جناب! یہ Foreign

Office کے level کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ President کے level کا معاملہ ہے۔ اس پر ہمارا Joint Session ہونا چاہیے تھا۔ اس پر جہاں thoroughly discuss کیا جاتا۔ جیسے امریکہ کہتا ہے کہ 9/11 اس کے لیے بد ترین دن تھا، یہ آپ کے ملک کے لیے بھی بد ترین دن تھا۔ آج جو سوالات اٹھ رہے ہیں، میں پوچھتا ہوں کہ ان کا جواب کون دے گا؟ کوئی وزیر، کوئی جنرل یا صدر اس کا جواب دے سکتا ہے؟ چوبیس گھنٹے تک President, Prime Minister سے لے کر Army Chief تک سب کو سانپ سونگھ گیا تھا۔ کسی میں یہ جرات نہیں تھی کہ یہ کہے کہ ہم نے کیا کیا ہے۔ اتنا بھی نہیں کہہ سکے کہ ہمیں معلوم ہی نہیں تھا۔ یہ کیوں ہوا؟ چلیں ہم مان لیتے ہیں کہ امریکی غلط کہہ رہے ہیں لیکن دنیا میں آپ کی اس بات کو کون endorse کرے گا کہ تین ایجنسیوں، کاکول، بلوچ رجمنٹ اور تیسری کسی MSF وغیرہ کے درمیان اسامہ بن لادن بیٹھا ہوا ہے اور آپ کہتے کہ مجھے پتا نہیں ہے، اس کو کون مانے گا۔ اس وقت آپ دنیا کے سامنے سب سے بڑے جھوٹے ہیں. you are the liar. اسامہ کے معاملے میں جتنا امریکہ نے agitate کیا ہے، اتنا ہی آپ نے بھی کیا ہے۔ اس اسامہ کی بنیاد پر پرویز مشرف یہاں گیارہ سال حکومت کر کے گیا کہ ہم اسامہ کو پکڑیں گے اور اسامہ کہاں سے نکلتا ہے؟ اسامہ کاکول کے دروازے سے نکلتا ہے۔

ابھی پروفیسر صاحب فرمارہے تھے کہ آپ کہتے ہیں کہ ہماری sovereignty پر حملہ ہے کہ ہمیں اطلاع نہیں دی، وہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اطلاع دیتے تو تم اس کو بھگا دیتے۔ یہ آج CIA Chief کی statement ہے کہ اگر ہم پاکستان کو بتا دیتے، Army کو inform کرتے یا intelligence organization کو inform کرتے تو وہ اس کو بھگا دیتے۔ آپ پر یہ الزام ہے کہ اسامہ بن لادن کو آپ کی security agencies کا تعاون حاصل تھا۔ سوال یہ ہے کہ ہماری اس بات کو کون مانے گا؟ اس پر اگر ہم آپس میں بیٹھ کر بات کریں تو ہم میں سے بھی کوئی اس بات کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوگا کہ اس گھر میں اسامہ رہتا تھا اور ہماری intelligence agencies کو اس کی اطلاع نہیں تھی۔ ہم اپنی پالیسیوں میں منافقت کر رہے ہیں۔ ہم یا تو war on terror کا حصہ بنیں یا اس کے خلاف کھڑے ہو جائیں۔ میری حکومت اور فوج سے ایک درخواست ہے کہ خدارا! اس کا حصہ بنیں یا نہ بنیں۔ Either be the part of the solution or either be part of problem. ہم نہ part of solution بن رہے ہیں اور نہ ہی part of problem بن رہے ہیں۔

We are creating problems for Pakistani people.

جناب! یہ کیا مذاق ہے کہ jammers نے jam کر دیا، کوئی کہتا ہے Helicopters نے نیچی پرواز کی اور نظر نہیں آئے۔ اس کا جواب دیا جائے کہ وہ آئے کیوں؟ Sir, where there is smoke, there is a fire. دھواں وہاں اٹھتا ہے جہاں آگ جلتی ہے، اس کے بغیر دھواں نہیں اٹھتا۔ اس حکومت سے میرا سوال ہے کہ امریکی کیوں آئے؟ اگر ہم نے اسامہ کو رکھا تھا تو ہم مجرم ہیں، ہم نے ان کو بلایا۔

دوسری بات، I am sorry to say کہ بار بار sovereignty کی بات کر رہے ہیں۔ کون سی sovereignty? ہمارے حکمران کس sovereignty کی بات کر رہے ہیں؟ Foreign Office کی بڑی زبردست statement ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکیوں نے وہی کیا جو انہوں نے کہا تھا۔ واہ، کیونکہ انہوں نے وہی کیا جو انہوں نے کہا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ اسامہ بن لادن دنیا میں کسی جگہ، کسی کونے میں ہوا، we don't bother anybody ہم وہاں جائیں گے۔ ہمارا Foreign Office اس statement کو endorse کر رہا ہے۔ اگر یہی endorse کرنا تھا تو یہ حرکتیں نہ کریں۔ اس ملک کو، ان لوگوں کو کیوں بدنام کر رہے ہیں؟ آج کوئی پاکستانی کسی foreign country میں کسی کو جواب نہیں دے سکتا۔ اگر کوئی دنیا میں کہے کہ یہ غلط ہے تو دنیا میں کوئی بھی آپ کی بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہے۔ میں دو آدمیوں کی statement نہ آنے پر حیران ہوں۔ ایک الطاف حسین صاحب، کوئی بھی واقعہ ہو، وہ بیان ضرور دیتے ہیں۔ مائیکل جیکسن کے مرنے پر بھی انہوں نے بیان دیا تھا۔ دوسرے رحمٰن ملک صاحب ہیں، ان کی ایک بھی statement نہیں آئی۔ یہ briefing دینا محترمہ کی ذمہ داری نہیں ہے۔ جناب! اگر President نہیں تو Prime Minister, Defence Minister, Interior Minister بیان دے دیتے۔ جناب! اتنی بے ہمتی، اتنا ڈر، اتنا خوف کس چیز سے ہے؟

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: ایک خاتون کو آگے کر دیا، خود بیٹھے ہیں۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: مجھے خاتون کا بھی احترام ہے مگر۔۔۔

ایک معزز سینیٹر: ان کو human shield کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: چلیں آپ نے یہ realize کر لیا۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: ان باتوں سے لوگوں کو جو message ملا ہے، وہ یہ ہے کہ ہماری civilian government اور Army کے درمیان کوئی رابطہ نہیں ہے۔ اگر ان دونوں کے درمیان رابطہ ہوتا تو President یا Prime Minister اس وقت television پر آکر اس معاملے کو clear کرتا۔ ہمیں انتظار نہ کرنا پڑتا۔ وہ اوبامہ، ہیلری کلنٹن، security officer اور state department والوں کی تصویریں دکھا رہے ہیں اور وہ ہکا بکا اس منظر کو دیکھ رہے تھے جہاں سے اسامہ کو گرفتار کیا گیا۔ Live operation دیکھ رہے تھے اور یہاں کوئی پرواہ ہی نہیں ہے۔ اس کی کوئی ضرورت ہی نہیں، کیا ہوگا؟ آگئے، لے کر چلے گئے، ان کا right تھا۔ اس کشتی کو کسی کنارے تو لگاؤ۔ ایک فیصلہ کرو کہ امریکہ کے ساتھ لڑنا ہے۔ اس سے لڑنا ہے یا اس کا ساتھ دینا ہے۔ ہم نہ ساتھ دینے کو تیار ہیں، نہ کھڑے ہونے کو تیار ہیں۔ اگر ساتھ دیں تو وہ کہتا ہے کہ فلاں، فلاں، فلاں، اب تو نئی چیزیں آگئی ہیں۔ اب تو وہ کہے گا کہ الظواہری کہاں ہے، حقانی کہاں ہے؟

ہندوستان کو جرات نہیں ہو گی، وہ کچھ نہیں کر سکتا مگر اب یہ سوالات اٹھنے جا رہے ہیں۔ اس حکومت، فوج اور اس leadership کی ذمہ داری بنتی ہے کہ آپ ایسی policy اپنائیں جو pro people ہو۔ یہ سب کچھ pro people نہیں ہے۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ اسامہ میرے گھر میں ہے this is not pro people, this is not pro Pakistan. آپ کا ہر عمل لوگوں کے خلاف جا رہا ہے۔ کہیں آپ پر پابندیاں لگ رہی ہیں، آپ دوسری طرف یہ حرکتیں کر رہے ہیں اور تیسری طرف ان سے پیسے مانگ رہے ہیں۔ مجھے یاد ہے سب سے پہلے طلعت Dawn television پر دو گھنٹے تک چیختا رہا کہ کچھ کرو، President *sahib*, Prime Minister *sahib* and Chief of Army *sahib* اس کو قبول کرو کہ ہمیں پتا نہیں تھا یا کہو کہ ہماری sharing تھی، کچھ تو کہو۔ آپ اس سے non-seriousness کا اندازہ لگائیں کہ Prime Minister بیان دیتا ہے کہ ہم intelligence sharing میں ساتھ تھے اور Foreign Office کہتا ہے کہ ہمیں کچھ پتا نہیں تھا، مطلب ہے کہ اتنے بڑے معاملے پر آپ کی یہ seriousness ہے۔

اب آپ کی ہر چیز پر question mark لگا ہوا ہے، آپ کی فوج، حکومت اور security agencies پر لگا ہوا ہے، یہ صرف America نے نہیں کہا ہے بلکہ برطانیہ، France اور جتنے بڑے ممالک ہیں، ان سب کا یہی statement ہے۔ اور چھوڑیں، سعودی عرب کے Intelligence Chief

Mugrin سے کسی نے کہا کہ آپ نے طالبان کے حوالے سے ISI یا intelligence اداروں سے بات کی ہے تو اس نے کہا کہ میری دنیا میں سب سے بڑی غلطی یہ ہو گی کہ جب میں ان کو بتاؤں گا۔ آپ کہاں کھڑے ہیں؟ آپ نے پوری فوج، پورے ملک اور پورے عوام کو سوالیہ نشان بنا دیا ہے اور آپ بات کرنے کو تیار نہیں ہیں، وہ France جا رہا ہے۔ پروفیسر صاحب میرے بزرگ ہیں، میں تھوڑا سا اختلاف کروں گا، اس لیے Army Chief وہاں نہیں گئے، انہوں اس واقعے کی وجہ سے اپنا tour cancel نہیں کیا، اگر وہ جاتے تو جواب کیا دیتے، how you have protected Osama Bin Laden with you? This is the major question جب آپ کا Army Chief, President and Prime Minister جہاں move کریں گے، پہلا سوال یہی ہو گا، آپ کی بات پر کوئی یقین نہیں کرے گا۔ خدارا! ایک نئی policy adopt کرو، ایک نئی discussion شروع کرو، اپنی Foreign Policy کو ٹھیک کرو، اپنی army کی strategy کو change کرو، جب تک آپ Foreign Policy کے حوالے سے politically paradigm shift نہیں لیتے۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ واقعہ کب ہوتا ہے، دو دن پہلے Army Chief کاکول میں تقریر کرتے ہیں کہ ہم خوشحالی کی بنیاد پر اپنی sovereignty کا سودا نہیں کریں گے، ہم خوشحالی کی بنیاد پر بے غیرتی کو برداشت نہیں کریں گے، these are the words of the Army Chief یہ میرے الفاظ نہیں ہیں جو "جنگ" اخبار میں چھپے ہیں، the words of the Chief of Army Staff, روکھی سوکھی کھائیں گے۔ مگر ہوا کیا ہے کہ کل کسی نے کہا کہ جب Army Chief تقریر کر رہے تھے تو اسامہ بن لادن was listening to that speech کیونکہ وہ اتنا قریب تھا۔

اس کے بعد Americans وہاں پر آتے ہیں اور وہ clearly کہتے ہیں کہ ہم پاکستان کو نہیں بتائیں گے، انہوں نے نہیں بتایا، کیوں نہیں بتایا کیونکہ آپ پر trust نہیں ہے، انہوں نے یہ بات کوئی پہلی دفعہ نہیں کہی، Americans یہ statement دو دفعہ پہلے بھی دے چکے ہیں کہ اگر ہم پاکستان کو کسی چیز کے متعلق بتا دیں تو وہ ان کو بھگا دیں گے، یہ پہلی دفعہ نہیں کہا گیا۔ خدارا! جو military leadership, political leadership اور جو حکومت میں ہیں، ان کو بیٹھ کر از سر نو جائزہ لینا ہو گا۔ آپ اس طرح بیٹھ کر تین دن بعد debate کر لیتے ہیں، ایک مہینے بعد ISPR کی statement آ جائے گی، اس طرح معاملات طے نہیں ہوں گے، آپ یہ فیصلہ کریں کہ اب آپ اس جنگ میں کس طرح جائیں گے۔ آپ روتے رہیں کہ war on terror ہماری نہیں ہے، America کی لائی ہوئی ہے،

America کہتا ہے کہ کرو، آپ کہتے ہیں کہ ہم نہیں کریں گے، America کہتا ہے کہ آپ نہ کرو، آپ کہتے ہیں کہ ہم کریں گے۔ خدارا! اب اس معاملے سے نکل جائیں، ایک policy اپنائیں جو اس ملک کے عوام کے interest میں ہو، ہم اب بھی انہی چالاکیوں سے چیزوں کو آگے بڑھاتے رہے لیکن اب یہ آگے نہیں بڑھیں گی۔ آپ ایک چھوٹی موٹی حکومت تو بنا سکتے ہیں، مگر آپ اتنی بڑی policy نہیں بنا سکتے کیونکہ you have to satisfy the world now, اب پوری دنیا کے سامنے پاکستان کے مظلوم لوگوں کو نہ ڈالیں۔ آپ نے ان مظلوم لوگوں کو اس ظالم دنیا کے سامنے ڈالا تو ادھر ہر روز tsunami ہو گا، ہر روز لاکھوں آدمی بھوک سے مر رہے ہیں اور ان کی تعداد میں صرف اضافہ ہو گا، آپ دہشت گردی کو چھوڑ دیں۔ خدارا! ان دونوں قیادتوں کو بیٹھنا پڑے گا یا سوچنا پڑے گا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے، اگر کچھ نہیں کر سکتے تو پھر اس عوام پر رحم کریں۔ بہت بہت شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much.

صرف چین کا statement پاکستان کے حق میں ہے۔ جی خالد سومرو صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: شکریہ جناب۔ میرے احباب نے اس واقعے پر بہت کچھ کہا ہے، مسئلہ پاکستان کی سالمیت کا ہے، مسئلہ ہماری خودمختاری اور آزادی کا ہے، ہماری سالمیت کو لتاڑا جا رہا ہے، ہماری خودمختاری کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں، ہماری آزادی کو پامال کیا جا رہا ہے۔ اس پر یہ پورا House متفق ہے، ہم نے پہلے دن کہا تھا کہ وزیراعظم صاحب یہاں پر تشریف لائیں لیکن چوبیس گھنٹوں تک ہمارے تمام بڑے خاموش رہے، ان کی خاموشی معنیٰ خیز تھی، یہاں پر قیامت آئی ہوئی تھی، ملکی سلامتی تباہ ہو چکی تھی، ہمارے صدر صاحب نئے حلیفوں کے ساتھ قہقہے لگا رہے تھے اور وزارتوں کی بندر بانٹ ہو رہی تھی۔ کیا اس بندر بانٹ کو دو، تین دنوں کے لیے موخر نہیں کیا جا سکتا تھا، کیا ایبٹ آباد والا واقعہ اس چیز کا متقاضی نہیں تھا یعنی کوئی پرواہ ہی نہیں ہے، کچھ ہوا ہی نہیں ہے۔

اس وقت پوری دنیا دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے اور اس وقت America اپنے آپ کو امن و امان کا champion کہلوا رہا ہے جس نے نام نہاد war against terror شروع کی ہوئی ہے۔ اس war against terror کے ذریعے دہشت گردی ختم نہیں ہوئی، دہشت گردی بڑھی ہے اور اس وقت America پوری دنیا کو کاٹ رہا ہے، افغانستان میں دیکھیں، عراق میں دیکھیں، پاکستان میں دیکھیں پھر دوسرے ممالک میں دیکھیں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اب لیبیا میں دیکھیں، عرب ممالک میں

دیکھیں اور آپ کو پتا ہے کہ جس بےدردی سے لیبیا کے لوگوں کو مارا جا رہا ہے، اس میں بھی بنیادی کردار America کا ہے۔ اس وقت پیپلز پارٹی کی حکومت ہے جب بھٹو صاحب کے خلاف کارروائی ہو رہی تھی، بھٹو صاحب کے خاندان کو کوئی پناہ دینے کے لیے تیار نہیں تھا، اس وقت یہ کرنل معمر قذافی تھے جنہوں نے بھٹو صاحب کے خاندان کو پناہ دی تھی۔ آج جب اسی کرنل معمر قذافی پر قیامت آئی ہوئی ہے، جو بھٹو صاحب کا گہرا دوست تھا تو پیپلز پارٹی کے قائدین اس کی حمایت میں دو لفظ منہ سے نہیں نکال سکتے، بد قسمتی ہے۔

جناب عالی! جس طرح افغانستان کو تباہ کرنے کے لیے اور اس پورے خطے کو تباہ کرنے کے لیے 9/11 کا ڈرامہ رچایا گیا تاکہ America کو جواز ملے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کو تباہ کرنے کے لیے ایبٹ آباد کا ڈرامہ رچایا گیا ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے تاکہ پاکستان کو تباہ کیا جا سکے۔ کون مانے گا کہ فوجی اداروں کے درمیان چار، پانچ سالوں سے اسامہ موجود ہو اور ہمارے اداروں کو پتا نہ ہو۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس جگہ پر ایک اسامہ کا ہمشکل رہتا تھا، یہ چیزیں media پر آچکی ہیں، وہ اسی دن سے غائب ہے، وہ اسی کو اسامہ بنا کر پاکستان کو تباہی کا سامان بنانا چاہتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے radars کو jam کر دیا گیا، وہاں پر minutes 40 تک bombs برستے رہے، گولیاں چلتی رہیں، helicopter جلتا رہا لیکن ہمارے فوجی ٹس سے مس نہیں ہوئے، کوئی عقل اس چیز کو تسلیم کر سکتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس واقعے سے پہلے ہمیں warn کیا گیا کہ بتیاں بند کر دو، آواز نہیں آنی چاہیے، یہ علاقے کے لوگ کہہ رہے ہیں۔ یہ کس نے کہا کہ بتیاں بجھا دو اور آواز نہ نکالو اور پھر 40منٹ تک یہ سب کچھ ہوا اور ہمارے ادارے بے خبر تھے؟ ہمارے ادارے تماشا دیکھ رہے تھے۔

جناب عالی! امریکہ کہتا ہے کہ اگر ہم پاکستان کو مطلع کرتے تو وہ اسامہ کو بھگا دیتے۔ ہم نے جو ان کی غلامی اور چمچہ گیری کی ہے اس کا یہ صلہ مل رہا ہے؟ سب کچھ انڈیا کو دیا جا رہا ہے، پاکستان کو کیا ملا؟ اگر واقعی آپ نے اسامہ کو مارا ہے اور آپ نے ان کے ساتھ تعاون کیا ہے تو پھر آپ نے ملک کے لیے ان سے کیا لیا۔ کیا آپ نے قرضے معاف کرائے؟ کیا آپ نے ان سے کوئی ایٹمی معاہدہ کیا؟ آپ نے پاکستان کے لیے کیا لیا؟ لوگ تو بد سے بد ترین صورتحال کا شکار ہو چکے ہیں۔ کہا گیا کہ ہم نے اسامہ کی لاش کو سمندر برد کر دیا، آپ کو کیا جلدی تھی۔ صدام کے بیٹے کو مارا تھا تو مہینوں تک اس کی لاش کی نمائش کرتے رہے تھے اور لوگوں کو دکھاتے رہے تھے۔ آپ نے اسامہ کو پکڑا، مارا اور فوری طور پر سمندر برد کر دیا۔ کہا گیا کہ اس واقعے میں اسامہ کی بیوی بھی ماری گئی ہے، ایک خاتون معالج بھی ماری گئی ہے،

اسامہ کا بیٹا بھی مارا گیا ہے۔ ان کی لاشیں کہاں ہیں؟ وہ کیوں نہیں دکھائی جا رہیں؟کہا گیا کہ ہم نے بہت سے لوگ زندہ پکڑے ہیں۔ وہ کہاں ہیں؟ انہیں کیوں نہیں دکھایا جا رہا؟

جناب والا! اوباما کو اپنے آئندہ الیکشن کے لیے اپنے لوگوں کی حمایت کی ضرورت تھی، اس کے لیے پاکستان کو قربانی کا بکرا بنایا جا رہا ہے، یہ سب کچھ اسی لیے کیا گیا۔ اب وہ کہتے ہیں کہ ہم پورے پاکستان میں یہ کریں گے اور وہ کریں گے، جہاں چاہیں جائیں گے، ہمیں کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں ہے۔ انہوں نے مفاہمت کی بات کر کے اور یہ ڈرامہ رچا کر ڈرون حملوں کے لیے بھی جواز فراہم کر دیا۔ ہم مطالبہ کرتے تھے کہ ڈرون حملے بند کرو اور وہ کہتے تھے کہ نہیں! آپ کے پاس القاعدہ کی leadership موجود ہے۔ اب وہ کہیں گے کہ ہمارے سارے حملے جائز تھے، ہم ان کو مزید تیز کریں گے۔

جناب والا! 2 مئی کو یہاں قیامت آئی ہوئی تھی، پوری دنیا کا میڈیا پاکستان کے خلاف زہر اگل رہا تھا لیکن ہمارے تمام ادارے کیوں خاموش تھے، ان کے منہ سے کوئی بات کیوں نہیں نکل رہی تھی؟ اس واقعے کی وجہ سے اس وقت ملک کی سلامتی انتہائی خطرے میں ہے اور پھر جس طرح میرے احباب نے کہا کہ دوسرے ممالک خاص طور پر انڈیا بھی کل یہ سب کچھ ہمارے خلاف کر سکتا ہے کہ جناب عالی! آپ نہیں کرتے، ہم کریں گے۔ اس دہشتگردی کے خلاف نام نہاد war against terror میں ہمارے تقریباً 34ہزار بے گناہ آدمی مارے جا چکے ہیں، اس میں 94 یا96 ارب کا نقصان ہو چکا ہے۔ اس کے بدلے میں پاکستان کو کیا ملا ہے؟ میں حکمرانوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ خدا سے ڈرو۔ یہاں ایسے بیانات دیئے جا رہے ہیں جن میں ایک فیصد بھی صداقت نہیں ہے۔ آپ کب تک جھوٹ کے سہارے چلیں گے اور دنیا کو چلائیں گے، کچھ تو سچ بولو، اللہ سے ڈرو، ملک پر رحم کرو۔ میں حکمرانوں سے التماس کرتا ہوں کہ یہ وقت ملک کو بچانے کا ہے۔ آپ نے سب کچھ گنوا دیا ہے، عملی طور پر آپ نے پاکستان کو امریکہ کی کالونی میں تبدیل کر دیا ہے۔ اب ہم ان کے دوست نہیں غلام ہیں، وہ ہمارے آقا ہیں، ہم ان کے خرچے پر پل رہے ہیں۔ آقا کو کیا ضرورت ہے کہ وہ ہم سے پوچھے، ہم سے اجازت لے۔ میں التماس کرتا ہوں کہ حکمرانوں کو فوری طور پر اس واقعے کی حساسیت کا احساس کرنا چاہیے، ملک کو بچانے کے لیے، قوم کو بچانے کے لیے، ملکی سلامتی کے لیے، پاکستان کی خودمختاری کے لیے اور مظلوم لوگوں کی جان و مال، عزت و آبرو کے تحفظ کے لیے ازسر نو پالیسی بنانی چاہیے۔ امریکہ کی غلامی سے جان چھڑانی چاہیے ورنہ یہ بچا کھچا پاکستان بھی برباد ہو جائے گا۔ اللہ ہمارے ملک پر رحم کرے، اللہ ہمارے

حال پر رحم کرے ، اللہ ہمارے ملک کو نظر بد سے بچائے اور اللہ ہمارے حکمرانوں کو درست فیصلے کرنے کی توفیق دے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ حاجی عدیل صاحب! please take the floor, آپ نے کل eye surgery بھی کرائی ہے۔ بھابی بیٹھی ہوئی ہیں، انہوں نے آپ پر نظر رکھی ہوئی ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین صاحب، میں آپ کا اور اس پورے ایوان کا مشکور ہوں کہ ایک قومی مسئلے پر تمام rules کو suspend کر کے ہمیں بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین! ہم مختلف پارٹیوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ہم سب پاکستانی ہیں اور پاکستان ہمارے لیے بڑا اہم ہے۔ کل بھی سیشن تھا اور پرسوں بھی تھا، کم از کم ہماری حکومت کی طرف سے کچھ وزراء آتے اور کوئی statement اس واقعے پر دیتے لیکن کل تو وزیر تھے ہی نہیں، آج صبح بھی نہیں تھے۔ آپ نے بارہ بجے تک اجلاس کو ملتوی کیا، اگر آپ اسی وقت adjourn کر دیتے تو آج یہ بات بھی نہ ہو سکتی۔

ایک اہم اور خوفناک واقعہ ہوا ہے۔ اس بات سے ہم مسلسل انکار کرتے رہے ہیں کہ القاعدہ کی قیادت پاکستان میں نہیں ہے۔ جیسے میری بہن نے خود کہا کہ ہم نے القاعدہ کے 40 لوگ پکڑ کر حوالے کیے ہیں، وہ فاٹا، افغانستان و پاکستان کی belt سے نہیں پکڑے گئے ہیں، وہ کراچی، راولپنڈی، مردان، فیصل آباد اور کچھ عرصہ پہلے ہزارہ سے پکڑے گئے ہیں، ان میں ایک Indonesian بھی تھا۔ اسامہ بن لادن جس کے لیے 50 million dollar انعام رکھا گیا تھا۔ اب یہ الگ بات ہے کہ ہم یہ کہیں کہ وہ پانچ دن پہلے وہاں تھا یا وہ اگست میں وہاں آیا تھا یا 2005 میں وہاں آیا تھا۔ آخر ہمیں خبر کیوں نہیں ہوئی؟ یہ بات نہیں ہے کہ Americans آئے ، ہر قوم اپنے دشمن کے پیچھے ہر جگہ جاتی ہے لیکن ہمارا دشمن ہم میں سے تھا، ہمارے شہروں میں موجود تھا، ہمارے گھروں میں رہ رہا تھا، ہم اتنے بے خبر کیوں تھے؟

جناب چیئرمین! 60 سال تک اس ملک پر فوجی حکمران رہے، جرنیلوں نے حکومت کی، غیر ضروری جنگیں لڑیں، ملک کی اقتصادیات کو تباہ کر دیا، ملک آدھا ہوا، جمہوریت کا بیڑا غرق ہوا۔ ہم نے ہمیشہ ان جرنیلوں کا مقابلہ کیا، ہم جیل گئے، ہمارے بلوچستان کے ساتھیوں کو پھانسی دی گئی لیکن جب حکومت اور فوج نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ دہشتگردی کے خلاف لڑے گی تو ہم مالاکنڈ، سوات اور فاٹا میں

فوج کے شانہ بشانہ کھڑے ہو گئے، ہمارے تقریباً 600 ساتھی، leaders, legislators اور ان کے بچے شہید ہوئے۔ ہم اس جنگ میں فوج اور حکومت کے ساتھ ہیں لیکن ہمیں دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ آج بھی نام نہاد غازی جرنیلوں کے ایجنٹ ہماری ایجنسیوں میں موجود ہیں، آج بھی ہماری سیاسی جماعتوں میں، مذہبی جماعتوں میں ایسے لوگ ہیں جو کہ ان دہشتگردوں کو logistic support provide کرتے ہیں، انہیں گھر provide کرتے ہیں، ان کو آمد و رفت کی سہولت دیتے ہیں۔ جناب چیئرمین! جب تک ہمارے اندر یہ fifth columnist رہیں گے، چاہے وہ باہر ہیں یا اندر ہیں، یہ حالات دن بدن خراب ہوتے جائیں گے۔ ایک طرف ہم لڑ رہے ہیں، ہمارے 30 ہزار کارکن، civilians پولیس اور فوج کے لوگ شہید ہوئے ہیں۔ دوسری طرف ساری دنیا ہم سے یہ کہتی ہے کہ یہ دہشتگرد آپ کے ملک میں ہیں، کوئٹہ شوریٰ آپ کے شہر میں ہے۔ آخر یہ کیوں ہو رہا ہے؟ ہماری تمام قربانیاں کیوں رائیگاں جارہی ہیں، دنیا ہم پر اعتماد کیوں نہیں کر رہی۔ کہا جاتا ہے کہ ہماری National Security Committee نے ایک قرارداد pass کی تھی، اس قرارداد پر عمل نہیں ہوا۔ اس قرارداد میں تو یہ بھی تھا کہ ہر قسم کے غیر ملکی، چیچن، سوڈانی، عربی یا افغانی سب کو نکالا جائے لیکن آج لوگ فخر سے کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ ہمارے تعلقات ہیں۔ جب وہ مر جاتے ہیں تو انہیں شہید کہا جاتا ہے لیکن جب پاکستانی مارے جاتے ہیں تو اس وقت ان کو یہ نہیں کہا جاتا کہ یہ لوگ قاتل ہیں۔ جناب والا، میں نہیں سمجھتا تھا کہ میری بہن کو یہ بیان دینے کی ضرورت تھی۔ یہ بیان تو کل آچکا تھا۔ کل اس بیان پر میڈیا میں بحث بھی ہو چکی تھی۔ اس بیان میں تو ہم خود admit کرتے ہیں کہ ہماری Civil and Military leadership کو کچھ پتا ہی نہیں تھا کہ یہ واقعہ ہونے والا ہے یا یہ آپریشن ہونے والا ہے۔ آخر میں حسب معمول ہم نے کہا کہ اب کی بار تو ہم چھوڑتے ہیں آئندہ دیکھیں گے۔

جناب چیئرمین! یہ رویہ غلط ہے۔ لوگ ہم پر اعتبار کیوں نہیں کرتے، لوگ intelligence sharing میں ہم پر اعتماد نہیں کرتے، اس پر ہمیں سوچنا چاہیے۔ آج ایک اسامہ مر گیا ہے ہوسکتا ہے کہ اسامہ کے بہت سارے ساتھی اسلام آباد میں کہیں ہوں۔ ہوسکتا ہے راولپنڈی جی ایچ کیو کے پاس کہیں ہوں، ہوسکتا ہے ہمارے پختونخوا کے شہر پشاور میں ہوں۔ ہمیں across the board دہشت گردوں کے خلاف ایک آپریشن کرنا چاہیے۔ اگر ہم کرسکتے ہیں تو ہمیں کرنا چاہیے اور اگر نہیں کرسکتے ہیں تو پھر پشتو کی مثال ہے کہ جو بلا ہے اس کے گلے مل جاؤ۔ اگر ہم ان سے لڑ نہیں سکتے تو پھر کیوں احتجاج کر رہے ہیں۔ ہم میں سے کچھ گروہوں کے ان کے ساتھ رابطے بھی ہیں وہ رابطے اس لیے ہیں کہ کل مستقبل میں

کام آئیں گے تو اچھی بات ہے لیکن کیا وہ رابطے جو دہشت گردی پاکستان کے اندر ہو سکتی ہے اس کو نہیں رکوا سکتے۔آپ دیکھیں ڈرون حملے جو ہوتے ہیں ایک اور دو کو چھوڑ کر باقی ان گروہوں پر ہوتے ہیں جو افغانستان میں کارروائی کرتے ہیں لیکن جو گروہ دہشت گرد پاکستان کے اندر کارروائی کرتے ہیں، خود کش بمبار جو بھیجتے ہیں، جو گھروں کو، سکولوں کو، مسجدوں کو تباہ کرتے ہیں ان پر ڈرون حملے نہیں ہوتے ہیں۔ یہ ایک عجیب contradiction ہے جس کا ہم شکار ہیں۔

جناب چیئرمین! ہم سمجھتے ہیں کہ اس معاملے میں ہماری intelligence ناکام ہوئی ہے، ہماری حکومت کی چوبیس سے اڑتالیس گھنٹے خاموشی اچھی بات نہیں تھی۔ حکومت کو سامنے آنا چاہیے تھا اور جو اعلان اوبامہ کر رہے تھے، چاہیے تھا کہ ہماری حکومت کے سربراہ یا وزیراعظم یہ اعلان یہاں کرتے۔جناب والا، ہمیں اس پورے معاملے پر غور کرنا پڑے گا یا ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم نے دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑنی ہے اور اگر ہم دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑنا چاہتے ہیں تو پھر پوری ایمانداری کے ساتھ دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑیں گے۔ پھر درمیان میں یہ فرق نہیں ہونا چاہیے دہشت گرد دہشت گرد ہے، دہشت گرد عربی بولے، پشتو بولے، فارسی بولے یا چینی زبان بولے اگر وہ مجھے تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے یا وہ انگریزی بولے تو وہ میرا دشمن ہے اور میں دشمن کے ساتھ لڑنا چاہتا ہوں - میں نے ثابت کیا ہے کہ میں دہشت گرد کا دوست نہیں ہوں لیکن ہم میں سے کچھ جو fifth columnist ہیں جب تک ان کے دوست رہیں گے یہ تباہی ہوتی رہے گی، دہشت گردوں کو logistic support ملتی رہے گی، دہشت گردوں کو گھر کرائے پر ملتے رہیں گے، دہشت گردوں کو خوراک ملتی رہے گی، دہشت گردوں کو دوا ملتی رہے گی اور باہر کے لوگ آکر ہمارے ملک میں ان کو مار کر چلے جائیں گے اور ہم شرمندگی سے اپنی طرف دیکھتے رہیں گے۔شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ تقریروں کا سلسلہ کل بھی جاری رہے گا۔ میں زاہد خان کے نوٹس میں لاؤں کہ رحمان ملک پھر کراچی روانہ ہو گئے ہیں، وہ جب تک ہمارے ہاتھ نہیں آتے تو اس وقت تک آپ کا pending point ہے۔ وہ کل واپس آرہے ہیں کراچی گئے ہوئے ہیں۔وہ اطلاع دے کر گئے ہیں کہ میں کراچی جا رہا ہوں۔ daily کراچی جاتے ہیں پھر پتا نہیں سکور کیا ہوتا ہے پھر واپس آجاتے ہیں - تیرہ تاریخ تک اجلاس ہے ہم کہیں نہ کہیں اس کو پکڑ لیں گے -مولانا گل نصیب خان کا ایک point of order ہے وہ لے لیتے ہیں۔ جی مولانا صاحب۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ جناب چیئرمین کہ آپ نے اتنی اہم بحث کے موقع پر بھی مجھے نکتہ اعتراض پر بات کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔9 اپریل 2011 کو بارہ اور ایک بجے کے درمیانی وقت میں Islamic International University Islamabad سے ایک طالبعلم محمد ابراہیم ولد عبدالقدوس، جو میر علی شمالی وزیرستان کا باشندہ ہے، اس کو اپنے رشتہ دار کے گھر جاتے ہوئے راستے سے اٹھایا گیا ہے۔ اس کی FIR No.4 مورخہ 19\4\2011 کو تھانہ سبزی منڈی اسلام آباد میں درج کی گئی ہے۔وائس چانسلر اور ریکٹر صاحب نے تمام ایجنسیوں کو ایک خط لکھا ہے کہ ہمارا یہ طالبعلم اتنے دنوں سے لاپتا ہے اس کے بارے میں ہمیں معلومات فراہم کی جائیں۔ FIR درج ہونے کے باوجود اور یونیورسٹی کی طرف سے خط لکھنے کے باوجود اب تک اس کے بارے میں کوئی معلومات نہیں ہیں ۔میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ وزیرداخلہ کو پابند کیا جائے کہ وہ اس معاملے میں ایوان میں آکر ہمیں بتائیں ۔ اس طالبعلم کا جو تعلیمی زمانہ ہے وہ بھی خراب ہو رہا ہے۔ اس کے والد صاحب واپڈا کے چیف انجینئر ہیں اور لاہور میں اپنے بچوں سمیت مقیم ہیں ۔ پورا خاندان اس ناگہانی مشکل سے دوچار ہے اور اس کا تعلق جمعیت طلباء اسلام سے تھا تو اس کا ایک سیاسی background بھی ہے ۔ لہٰذا گزارش ہے کہ اس کے بارے میں حکومت ہمیں معلومات فراہم کرےاور اس بچے کو آزاد کر کے تعلیمی سلسلہ جاری رکھنے کا موقع فراہم کرے۔اس ایوان میں یہ پوری کارروائی پیش کی جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ بخاری صاحب! مہربانی کرکے اس کو بھی دیکھ لیں۔آپ اس بارے میں وزیرداخلہ صاحب کو الرٹ کریں یہ اچھا نہیں ہے کہ یہ معاملہ کمیٹی کو بھیجا جائے۔ We are not satisfied. This answer will be referred to the Interior Committee. اس کو دیکھ لیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: اس کو نہ بھیجیں میں آئی جی اسلام آباد سے رپورٹ لے لیتا ہوں پھر آگے بات کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آئی جی اسلام آباد سے رپورٹ منگوا لیں۔چانڈیو صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے تھے؟ آپ نے مجھے کچھ اشارہ کیا تھا۔ ابھی تک میں آپ کے اشاروں کی زبان نہیں سمجھ سکا۔ آپ نئے ہیں اس لیے۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو(وفاقی وزیر قانون): آہستہ آہستہ سمجھ جائیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سومرو صاحب! آپ کا کوئی حکم ہے۔ نوجوان سینیٹرز تو برداشت کرسکتے ہیں جو میری طرح بابے ، بوڑھے سینیٹرز ہیں ان کی شوگر نیچے ہو جاتی ہے اس لیے ذرا مختصر کریں ۔ جی۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: مولا بخش چانڈیو صاحب بھی سندھ سے تعلق رکھتے ہیں اور چنگیز خان بھی سندھ کے قریبی علاقے سے ہیں اور قائد ایوان بھی موجود ہیں ۔ جناب والا، تین دن سے میرے گھر کی بجلی بند ہے اور میرا پورا محلہ تیسرا دن ہے بجلی سے محروم ہے، باقی سارے علاقے میں بجلی ہے۔ صرف میرا گھر اور میرا محلہ محروم ہے۔ خدا کے واسطے ہم پر رحم کریں، ہمارے گھر میں پانی نہیں ہے۔لاڑکانہ میں شدت کی گرمی ہے، میں تین دن سے مسلسل رابطے میں ہوں کبھی پانچ منٹ کے لیے بجلی دیتے ہیں اور کبھی دس منٹ کے لیے اور پھر کہتے ہیں کہ اوپر سے سپلائی بند ہو گئی ہے۔ کیا میرے ساتھ کوئی خصوصی محبت کے احکامات جاری کیے گئے ہیں۔ خدا کے لیے اس کا کوئی تدارک کریں۔

Point of order

Use of Data from NADRA in Census

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کے ساتھ شیریں فرہاد والے وقت سے ان کو پیار ہے۔ بخاری صاحب! اس کا بھی نوٹس لے لیں کیونکہ وزیر پانی و بجلی تو فرانس گئے ہوئے ہیں Nuclear Energy لینے کے لیے کہ بجلی پوری ہو سکے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: ان کی واپسی پر ہی ان کو بجلی مل سکے گی ان کا انتظار کرلیتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں خود بھی چیف سے بات کروں گا ، آپ بھی اس کو دیکھ لیں۔ جی مولا بخش چانڈیو صاحب! آپ بھی ان کو تھوڑا اپنا وزن دکھائیں۔ پتا چلے کہ کوئی Law Minister ہیں۔ ایسے یہ سیدھے نہیں ہوتے۔ جی ہمایوں مندوخیل صاحب۔ نماز بھی پڑھنی ہے ذرا جلدی کرلیں۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: میں قائد ایوان کی توجہ اس مسئلے کی طرف چاہوں گا۔ جیسا کہ آپ سب کو پتا ہے کہ آج کل خانہ شماری اور مردم شماری ہو رہی ہے اور پچھلے دنوں الیکشن کمیشن نے بھی ایک بیان دیا تھا کہ ہمارے 45% ووٹ ووٹر لسٹ میں بوگس درج ہیں - یہ بہت الارمنگ بات ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ یہ جو مردم شماری ہو رہی ہے اس میں کمپیوٹرائزڈ شناختی کو پیش کرنا لازمی کریں کیونکہ ہمیں نہیں پتا کہ ہمارے ہاں انڈیا، افغانستان، افریقہ اور بہت سارے دوسرے ملکوں سے بھی لوگ آئے ہیں اور انہوں نے وہ جو پرانے شناختی کارڈ تھے، وہ بھی بنائے ہوئے ہیں غلط طور پر یا جیسے بھی۔ اس کو بھی base نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ وہ صحیح نہیں ہے۔ اس لیے میری یہ request ہے کہ چونکہ آج کل یہ مردم شماری ہو رہی ہے، اس کے لیے اٹھارہ سال سے اوپر کے افراد کے لیے شناختی کارڈ produce کرنا لازمی قرار دیا جائے جبکہ اٹھارہ سال سے نیچے والوں کی registration یا 'ب' فارم produce کیا جائے تاکہ صحیح مردم شماری ہو۔ آپ کو correct statistics کی بہت ضرورت ہے، تمام economic planning کے لیے، آپ کے elections کے لیے اور اسی کے اوپر آگے جا کر constituencies کا دارومدار بھی ہوتا ہے۔ یہی مردم شماری جو Statistics Division والے الیکشن کمیشن کو بھی بھیجتے ہیں اور اسی کے اوپر ساری constituencies بنتی ہیں اور الیکشن ہوتے ہیں۔ یہ ایک انتہائی اہم بات ہے۔ ہمارے پاس اس وقت یہ موقع ہے کہ اگر آپ حکم صادر فرمادیں تو یہ ہوسکتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر مالک صاحب۔

Implementation Commission on 18th Amendment

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب! میں آپ کی توجہ ایک اہم پریس کانفرنس کی جانب مبذول کروانا چاہوں گا جو گزشتہ دنوں بلوچستان سے تعلق رکھنے والی 350 تنظیموں کی طرف سے کی گئی جس میں سیاسی جماعتوں، سول سوسائٹی، بلوچستان یونیورسٹی، لاء کالج اور بلوچستان کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔ ان لوگوں نے ایک resolution پریس میں دیا ہے۔ وہ یہ محسوس کررہے ہیں کہ Implementation Commission پر مختلف لوگ دباؤ ڈال رہے ہیں۔ ان لوگوں نے Chairman Implementation Commission کی خدمات کو سراہتے ہوئے حکومت سے اپیل کی ہے کہ کمیشن جو ایک کام smoothly کررہا ہے، اس کو کرنے دیا جائے بصورتِ دیگر 350

تنظیموں نے، جن میں سیاسی جماعتیں، سول سوسائٹی، بلوچستان یونیورسٹی، لاء کالجز کے لوگ شامل ہیں، کہا ہے کہ اگر اٹھارہویں ترمیم کو اس کی روح کے مطابق implement نہیں کیا گیا تو ہم بلوچستان کے لوگ یہ سمجھیں گے کہ ہمارے ساتھ پہلے بھی زیادتی ہوئی ہے اور اب مزید ہو گی۔ میں آپ کے توسط سے حکومت سے اپیل کرتا ہوں کہ یہ 350 مختلف تنظیمیں اور political parties بلوچستان کی آواز ہیں، لہٰذا رضا ربانی صاحب کو آزادانہ طور پر اس کمیشن کے کام کو آگے بڑھانے کا موقع دیا جائے اور اٹھارہویں ترمیم کو implement کرنے میں مدد دی جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: I will just fall back ہمایوں خان صاحب! ہم نے الیکشن کا نیا ایکٹ amendment کرکے بھیج دیا ہے، اسے آپ دیکھ لیجیے گا۔ اس میں اگر کوئی کمی بیشی ہے تو پھر ہمارے نوٹس میں لائیے گا۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: جناب! الیکشن کمیشن والے شناختی کارڈ کے مطابق ووٹر لسٹ ضرور بنا لیں گے لیکن basically شماریات ڈویژن والے جو مردم شماری کر رہے ہیں، وہ data اگر computerized ہو اور اگر وہ شناختی کارڈ کے مطابق ہو، تو وہ صحیح ہوگا۔ الیکشن کمیشن والے اسی کو آگے use کریں گے۔ ووٹر لسٹ کے لیے وہ ضرور استعمال کریں لیکن یہ ایک الگ بات ہے اور اپنی جگہ بالکل صحیح ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شاہ صاحب! تھوڑی وضاحت کردیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! گزارش یہ ہے کہ جو سینیٹر مندوخیل صاحب نے کہا، اس سلسلے میں elections reform law تو pass ہوا، پارلیمنٹ نے pass کر دیا، that has also become an Act of the Parliament جس میں NADRA کا data بھی utilize کیا جائے گا۔

رہا معاملہ census کا، census already due تھا اور وہ process میں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ 99% population of Pakistan is already registered with NADRA. باقی جو deficiency ہے، I hope کہ وہ بھی meet کر لی جائے گی۔ I have to see کہ اس میں criteria کیا lay down کیا گیا ہے۔ At the moment میرے علم میں نہیں ہے کہ census کرنے کے لیے کیا criteria ہے، کیا چیز وہ demand کرتے ہیں۔ We will

کہ وہاں پر کوئی certainly we don't want ہے، proposal جو ان کی examine into it. fake قسم کا census ہو یا اس قسم کے لوگوں کو population میں add کیا جائے who are non-residents or who are non-citizens. Obviously, he has pointed towards an issue and that can be examined.

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔ ڈاکٹر مالک کا جو خدشہ ہے اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟ دوبارہ بتادیں کہ اٹھارہویں ترمیم اس ایوان نے بھی pass کی ہے، جو چیز ہم نے pass کی ہے اس کو ہم کیسے راستے میں چھوڑ دیں گے؟ ناممکن بات ہے۔ We stand by what the people of Balochistan are committed to. سینیٹر صغریٰ امام صاحبہ! آپ بات کرلیں۔

Senator Syeda Sughra Imam: Mr. Chairman, thank you. I would just like to take further what the honourable Senator Mandokhail sahib has said. First of all, I would make a clarification. The Leader of the House stated that 93% of the population has been registered by NADRA. That sir is the voting age population. CNICs are issued to those people who are above the age of 18. The Census is going to identify all Pakistanis irrespective of age. The census will be done in two phases. What has now been launched, I believe, is what they call the House Listing Exercise. The House Listing Exercise first identifies the number of houses throughout Pakistan and then the second phase of the census will be the actual counting of heads. We must distinguish between NADRA and the census organization because as I have explained NADRA only issues CNICs to people above the age of 18 whereas, the bulk of the population is below that age.

سینیٹر مندوخیل کے point کو آگے بڑھاتے ہوئے میں کہوں گی کہ computerized lists ناکافی ہیں۔ یہ جو bogus votes اور bogus ID cards کی بات ہوا کرتی تھی، اس کی ایک بنیادی وجہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ biometric finger printing کا جو system introduce کروایا گیا

تھا، that was introduced, I believe after 2005. جو شناختی کارڈ میرے علاقے میں
issue ہوئے ہیں 2005 سے قبل، خاص طور پر ہماری بہت سی جو خواتین ووٹرز ہیں، میں نے بلکہ ایک
دن ہمارے Minister for Parliamentary Affairs آئے ہوئے تھے، ان کے نوٹس میں بھی یہ
بات لائی تھی کہ چیئرمین نادرا کو بلا and I would request the Leader of the House
کر ہمیں ان CNICs کے بارے میں جو before biometric finger printing was
introduced جاری ہوئے، ان کے بارے میں وضاحت سے بتایا جائے۔

کمپیوٹرائزڈ لسٹ پر ایک شناختی کارڈ issue کر دینا ناکافی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر
computerized list پر ایک شناختی کارڈ issue ہو ایک خاتون کے نام پر، تصویر اس کی لگی نہ ہو،
جیسے میرے ڈسٹرکٹ میں بہت سی ایسی خواتین ہیں جنہوں نے اپنے photographs سن 2005 سے
نہیں لگائے ہوئے، وہ اگر کسی اور کی جگہ جائے اور وہ جا کر ووٹ ڈال دے تو ہم اسے کیسے روکیں گے۔
Biometric Finger Printing اسی وجہ سے introduce کروائی گئی تھی because this was
supposed to be a counter check. However the ID cards that were
issued, we were told in a meeting with the Chairman NADRA کہ 2005
سے قبل جو شناختی کارڈ issue ہوئے ہیں، اس کے لیے نادرا نے کیا لائحہ عمل طے کیا ہے۔ ہم نے دو
تین مرتبہ یہ issue اٹھایا ہے،

I would be extremely grateful if the Leader of the House would either invite Chairman NADRA because this issue has been raised again and again in different ways. If Chairman sahib could meet with the interested members of parliament and explain what does he propose to rectify this.

دوسری بات یہ ہے کہ جو ڈاکٹر عبدالمالک صاحب نے بات کی 18ویں ترمیم کے حوالے
سے، I would just like to point out that yesterday, I had raised a
question regarding the Ministry of Communications and what the
allocations of the province−wise break−up of employees working in
various departments of the Ministry of Communication is. وہاں پر ہم ایک
trend observe کر رہے ہیں in a lot of ministries, in a lot of Government

departments, that the federal government provincial quotas are being violated. The Punjab has an over−representation and the smaller provinces have an under−representation. لہذا، ایک مرتبہ پھر آپ کی وساطت سے I would request the honourable Leader of the House, he had formed a Committee whereby he had asked various autonomous bodies and heads of organizations to come and explain this. میں درخواست کروں گی کہ اگر Ministry of Communications اور جہاں جہاں پر یہ violations نظر آرہی ہیں، if we could be told as to why? ابھی تو اٹھارہویں ترمیم implement ہونے جا رہی ہے لیکن federal level پر کیا ہو رہا ہے اگر اس پر وضاحت کر دی جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! ان کا پہلا NADRA issue پر ہے، certainly if she wants information that can be arranged. We can ask the Chairman NADRA for a briefing اور اس پر we can have an arrangement for that for the honourable Senators. Certainly we don't have any objection. اس کے علاوہ Ministry of Communications کے معاملے کا جہاں تک تعلق ہے تو if the Chair desires, this may be referred to the Special Committee, which is already constituted by this House. Certainly, we will examine the employment as to whether the provincial quota is being observed over there or not. It may be referred to the Special Committee, certainly we will take it up over there.

Mr. Acting Chairman: Thank you. The matter is referred to the Special Committee. Last speaker, because we will then adjourn.

جمال خان صاحب! آپ کل تک wait کر لیں۔ آج بہت لمبا اجلاس چلا ہے۔ جی مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! میرا Point of Order یہ ہے کہ ہم نے ساٹھ سالوں میں بمشکل ایک آئین بنایا اور اس کو بھی بار بار مارشل لاء کی زد میں دیا۔ اب بڑی مشکل سے 18th and 19th Amendment میں آئین کو ایک جمہوری اور صوبائی خودمختاری کے حوالے سے بنایا گیا ہے لیکن جب مسئلہ آیا کہ اس کو implement کرنا ہے تو implementation میں واقعی رکاوٹیں آرہی ہیں۔ جناب والا! quota system کے حوالے سے ہم تو ساٹھ سالوں سے اس سے محروم رہے ہیں۔ کسی نے اس پر سوچا بھی نہیں ہے، ایسے ہی کبھی ہمارے صوبے یا دوسرے غریب صوبوں کو کوئی چیز دی گئی ہو، باقی services اور جو دوسری چیزیں ہیں وہ صرف ایک صوبے کی حد تک محدود ہوتی ہیں یا elite class کے لیے ہوتی ہیں۔ جناب چیئرمین! ہمارے صوبے کی سیاسی پارٹیوں اور civil society نے جو مطالبہ کیا ہے وہ بالکل صحیح کیا ہے۔ ہم درخواست کرتے ہیں کہ implementation کا موقع دیا جائے۔ رضا ربانی صاحب بہت honest and efficient آدمی ہیں، وہ کر بھی سکتے ہیں۔ میں ڈاکٹر مالک صاحب کے موقف کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ .I am with you جمال لغاری صاحب! آپ بات کریں۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: جناب چیئرمین! آپ کی مہربانی کہ مجھے موقع دیا۔ جناب والا! آپ یقیناً اسلام آباد کی گرمی میں شاید air conditioner استعمال کرنے پر مجبور ہو گئے ہوں گے۔ اگر آپ نہیں کررہے ہوں گے تو ہمارے فاضل ممبران میں سے اکثر اس وقت air conditioner استعمال کرتے ہوں گے۔ جناب والا! ضلع ڈیرہ غازی خان میں اس وقت بجلی کی جو عبرت ناک اور قہر والی لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے، وہاں پر اس وقت بیس سے بائیس گھنٹے بجلی نہیں ہے۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ یہ کون سا پیمانہ ہے کہ پاکستان کے کچھ علاقوں میں بجلی کی لوڈشیڈنگ ہوتی ہی نہیں ہے، کچھ میں دو گھنٹے، کچھ میں آٹھ گھنٹے، کچھ میں بارہ گھنٹے، کچھ میں سولہ گھنٹے، کچھ میں بیس گھنٹے اور کچھ میں بائیس گھنٹے، پیمانہ کیا ہے؟ کیا سارے پاکستانیوں کو ایک ہی ووٹ کا حق نہیں ہے؟ جب ایک ہی ووٹ کا حق ہے تو پھر کچھ لوگوں کے ساتھ اس قسم کا عبرت ناک رویہ کیوں برتا جا رہا ہے؟ وہاں پر تو UPS بھی ہاتھ اٹھائے بیٹھے ہیں۔ خدارا! ہمارے لیے کچھ کیجیے۔ آپ sense of the House دیکھ لیں اور آج آپ ایک ruling دیں کہ جو بھی لوڈشیڈنگ کے اوقات ہوتے ہیں وہ مساوات کے

اصولوں پر مبنی ہونے چاہییں۔ جناب والا! اس وقت 47°C میں کسی بھی سانس لینے والے کے لیے خدا کی قسم زندگی گزارنا محال ہو چکی ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ میں آپ کی plight سمجھ سکتا ہوں کیونکہ میرے علاقے میں 52°C تک temperature جاتا ہے اور بجلی وہاں پر بھی نہیں ہوتی۔ نوید قمر صاحب کو آنے دیں، وہ دو دنوں تک پہنچ جائیں گے۔ جی احمد علی صاحب۔

سینیٹر احمد علی: جناب چیئرمین! میں اس ایوان اور سب کی attention چاہوں گا۔ جناب والا! پانچ سال پہلے ہم نے ایک law physical responsibility pass کیا تھا۔ اس کو حکومت، ہم سب نے اور قومی اسمبلی نے بھی منظور کیا تھا۔ اس میں یہ کہا گیا تھا کہ حکومت ہر سال قرضے لینے کے بجائے قرضوں کو 2.5% کے حساب سے reduce کرے گی لیکن آج آپ حالت دیکھ رہے ہیں کہ قانون کی ایسی کی تیسی ہو گئی ہے۔ وہ برابر قرضے لے رہے ہیں، اس میں یہ بھی mention تھا کہ چاہے local debts ہوں یا چاہے باہر کے، دونوں debts کو آپ کم کریں گے، بجائے کم کرنے کے یہ آگے بڑھائے جا رہے ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب تو موجود نہیں ہیں، ہمارے Leader of the House کو کہیں کہ اُن کو یہ message پہنچائیں کہ law pass ہوا ہے، وہ اس کو violate کر رہے ہیں۔ اگر یہی حالت رہنی ہے تو پھر قانون کو منظور کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ لوگ violate کرتے چلے جائیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کی بات صحیح ہے۔ آپ نے Finance Committee میں اس کا notice بھی لینا ہے۔ ہمارے Leader of the House کی حالت تو ایسے ہے کہ وہ General Practitioner بن گئے ہیں، وزیر تو available ہی نہیں ہوتے ہیں، specialist تو کوئی آتا نہیں ہے، سب private practices کر رہے ہیں۔ مقررین کی تعداد کے پیش نظر کل ہو سکتا ہے کہ صبح و شام اجلاس منعقد کرنا پڑے۔

Anyway thank you very much. We had a very good day today, we are on the right path. The House stands adjourned to meet again tomorrow at 10:30 a.m.

[The House was then adjourned to meet again on Thursday, the 5th May, 2011 at 10:30 a.m.]